پیرومرشد حضرت اقدس مولانا محمد طلحہ صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ

شخصیت وکمالات، وصال کے بعد سالکین کے لئے لائحۂ عمل،
فہرست خلفاء، ملفوظات اور سالکین کے لئے یومیہ معمولات

ترتیب وپیشکش

عبداللہ معروفی مدرس دارالعلوم دیوبند
فرید بن یونس دیولوی ادراہ فیض شیخ زکریا، احمد آباد

ناشر

مکتبہ عثمانیہ، دیوبند، سہارن پور، یوپی

تفصیلات

نام کتاب : پیرومرشد حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی رحمہ اللہ
شخصیت وکمالات، وصال کے بعد سالکین کے لئے لائحۂ عمل،
فہرست خلفاء، ملفوظات اور سالکین کے لئے یومیہ معمولات
نام مؤلف : مولانا مفتی عبداللہ معروفی / مفتی فرید بن یونس دیولوی
تاریخ طبع اول : رمضان المبارک، سنہ ۱۴۴۲ھ، اپریل ۲۰۲۱ء
ناشر : مکتبہ عثمانیہ، دیوبند

ملنے کے پتے:

❁ مکتبہ عثمانیہ دیوبند۔ موبائل نمبر: ۹۲۳۵۶۴۵۹۰۲
۷۰۱۷۲۴۰۴۶۴
❁ دارالافتاء ادارۂ فیضِ شیخ زکریا، احمد آباد، گجرات
❁ کتب خانہ نعیمیہ دیوبند ❁ دارالکتاب دیوبند
❁ مکتبہ رشیدیہ، محلّہ مبارک شاہ، سہارن پور، یوپی۔
❁ مکتبہ یحیوی، نزد مدرسہ مظاہر علوم، سہارن پور۔

پیرومرشد حضرت اقدس مولانا محمد طلحہ صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ، شخصیت وکمالات

باسمہ تعالیٰ شانہ

نحمده ونصلي علىٰ رسوله الكريم، وعلى آله وصحبه أجمعين، وبعد!

آہ! اب تک تو ہمارے یہ قلم وزبان اپنی محسن ومحبوب شخصیت حضرت اقدس مولانا پیر محمد طلحہ صاحب کاندھلوی کا نامِ نامی اسم گرامی لینے کے بعد "مدظلہم" اور "دامت برکاتہم" جیسے دعائیہ الفاظ لکھنے اور بولنے کے عادی تھے، لیکن اب انھیں اپنی عادت بدل کر "رحمہ اللہ"، "نور اللہ مرقدہ" اور "قدس سرہ" جیسے دعائیہ الفاظ لکھنے اور بولنے ہوں گے، اس تصور سے کہ اب ہمارے حضرت ہمارے درمیان نہیں رہے کلیجہ منہ کو آتا ہے، لیکن... **"وكل شيء عنده بمقدار"، "وإن أجل الله إذا جاء لا يؤخر"۔**

اس مختصر مضمون میں حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ کی زندگی سے متعلق ایک مختصر سوانحی خاکہ اور اوصاف وکمالات کی ایک جھلک پیش کرنے کا ارادہ ہے، کیوں کہ بقول حضرت سفیان بن عیینہؒ **"عند ذكر الصالحين تنزل الرحمة"** کہ صالحین کا ذکر تذکرہ بھی نزولِ رحمت کا باعث ہوتا ہے، نیز اللہ والوں کے قصوں اور تذکروں میں عبرت وموعظت کے بہت سے گوشے ہوتے ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **"فاقصص القصص لعلهم يتفكرون"** [الاعراف:۱۷۶] کہ یہ قصے آپ بیان

کریں امید ہے کہ وہ کچھ سوچیں گے۔

ولادت: آپ کی ولادت با سعادت ۲/ جمادیٰ الاولیٰ سنہ ۱۳۶۰ھ، مطابق ۲۸/ مئی سنہ ۱۹۴۱ء، یومِ شنبہ کو بہ مکان آپ کے نانا حضرت مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ، بنگلہ والی مسجد، نظام الدین دہلی ہوئی۔

خاندانی پس منظر: اس میں شبہ نہیں کہ کسی انسان کی سیرت وشخصیت کی تعمیر میں دو چیزوں کا بڑا دخل ہوتا ہے، ایک خاندانی پس منظر کہ آدمی کے خاندانی اخلاق وعادات موروثی طور پر نسل در نسل منتقل ہوتے ہیں، شاید یہی وجہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو اعلیٰ ترین خاندانوں میں مبعوث فرمایا گیا، اور یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **"الناس معادن كمعادن الذهب والفضة خيارهم فى الجاهلية خيارهم فى الإسلام إذا فقهوا"** (کہ سونے چاندی کی کانوں کی طرح انسانوں کی بھی کانیں ہیں، جو لوگ جاہلیت میں بہتر تھے وہ اسلام میں بھی بہتر ہوں گے جب کہ وہ فہمِ دین کے حامل ہوں) (صحیح مسلم)

آپ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ کے فرزند ارجمند ہیں، خاندانی اعتبار سے صدیقیان جھنجھانہ وکاندھلہ سے آپ کا تعلق ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نسل سے ہیں، جیسا کہ حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ نے اپنی آپ بیتی میں اجمالاً اور تاریخ کبیر میں تفصیل سے تحریر فرمایا ہے، اوپر دسویں پشت میں ایک بڑے نامور عالم مولانا محمد اشرف صاحب گذرے ہیں، ان کے فرزند گرامی مولانا محمد شریف صاحب تھے جن کے ایک بیٹے مولانا عبد القادر تھے جن کی اولاد میں مفتی الٰہی بخش، ان کے نامور بھتیجے متقی رزوگار حضرت مولانا مظفر حسین کاندھلوی ہیں، حضرت جی مولانا انعام الحسن، حضرت مولانا صوفی افتخار الحسن رحمہم اللہ جیسے اہل فضل وکمال ہیں، اور دوسرے بیٹے مولانا محمد فیض صاحب تھے جن کا قیام جھن جھانہ میں

رہا، ان کی اولاد میں مولانا محمد اسماعیل کاندھلوی، مولانا یحییٰ کاندھلوی، داعی کبیر حضرت مولانا الیاس کاندھلوی، ان کے صاحبزادے حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی ہیں، حضرت مولانا یحییٰ والیاس صاحبان سگے بھائی ہیں، مولانا یحییٰ حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے والد اور ہمارے حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب کے دادا ہیں۔

دوسری چیز جو انسان کی تعمیر سیرت میں سب سے زیادہ مؤثر ہوتی ہے وہ آدمی کا ابتدائی ماحول اور مولد ومنشأ ہے، جس کے اثرات آدمی کے مزاج میں ہمیشہ کے لئے رچ بس جاتے ہیں، اور اس کی طبیعتِ ثانیہ بن جاتے ہیں، آپ کا دادھیال اور نانیہال دونوں ایک ہی خاندان ہے، اس خاندان کی دین داری اور شب وروز ذکر وتلاوت اور اسلامی اخلاق وآداب کی پابندی ضرب المثل ہے، حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ کو نانیہال کی جہت سے داعی کبیر حضرت مولانا الیاس رحمہ اللہ کے گھر اور بنگلہ والی مسجد کا پاکیزہ ماحول ملا جہاں وقت کے بڑے بڑے مبلغین صلحاء واتقیاء کا مجمع ہمہ وقت اپنی اور امت کی اصلاح کی فکر میں ڈوبا ہوا، امت کی زبوں حالی پر کرب وبے چینی کے ساتھ فریضۂ دعوت پر کمربستہ نظر آتا تھا، ہمہ وقت فکرِ آخرت، دنیا سے بے رغبتی، اللہ کی قدرت کاملہ پر یقین کامل اور توکل علی اللہ وغیرہ مضامین کانوں میں گونجتے رہتے تھے، اسی ماحول میں آپ کے بچپن کا اکثر حصہ گذرا۔

دوسری طرف والد گرامی حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا نور اللہ مرقدہ اپنے اکلوتے فرزند ارجمند کی تعلیم وتربیت سے بھلا کیوں کر غافل ہوسکتے تھے، جن کی خود کی تعلیم وتربیت کس قدر شدت اور جکڑبندی کے ماحول میں ہوئی؟ اور ایک باپ اپنے بیٹے کو کندن بنانے کی فکر میں تادیب وتربیت کی بھٹی میں کس قدر تپا ڈالتا ہے؟ اس کے واقعات آج کے دور میں تصور سے بالاتر بل کہ افسانے معلوم ہوتے ہیں، مگر ہیں وہ حقیقت تفصیل آپ بیتی میں دیکھی جاسکتی ہے، چنانچہ ہمارے

حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ کو بھی کچھ اسی طرح کے حالات سے گزرنا پڑا ہے، جس کی کچھ جھلک ناظرین ملاحظہ فرمائیں گے۔

تعلیم: حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بندہ کی تعلیم ابتدائی قرآن پاک حفظ نظام الدین اور سہارن پور دونوں جگہ ہوتا رہا، والدہ محترمہ چھ ماہ سہارن پور رہتیں اور چھ ماہ نظام الدین، اور انھیں کے ساتھ بندہ کا آنا جانا رہتا، ابتداء میں اپنی بیماری اور کمزوری کی وجہ سے حفظ میں بہت دیر لگی، چنانچہ کچھ پارے متفرق طور سے نظام الدین کے قرآن پاک کے اساتذہ سے، اور سہارن پور مولوی نصیر الدین مرحوم کے مکتب ابوالمدارس کے اساتذہ سے پڑھے، البتہ ''تلک الرسل'' کا پارہ بہت بڑے بڑے حضرات سے پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی، جن کے اسماء یہ ہیں: حضرت والد صاحب رحمہ اللہ، مفتی سعید احمد اجراڑوی رحمہ اللہ، حضرت مولانا اکرام الحسن رحمہ اللہ (والد حضرت جی مولانا انعام الحسن)، پھر حضرت والد صاحب رحمہ اللہ کی سختی کو دیکھتے ہوئے حضرت مفتی سعید صاحب، مولانا اکرام الحسن صاحب اور مولانا نصیر الدین صاحب رحمہم اللہ کا مشورہ ہوا کہ حضرت شیخ کہیں اس بے چارے طلحہ کو غصہ میں چھت کے نیچے نہ پھینک دیں، اس سے تو مارے رعب کے یاد کیا ہوا بھی نہیں پڑھا جاتا، اس لئے باضابطہ کسی مدرس کو طے کرادینا چاہئے، چنانچہ ان حضرات نے حضرت شیخ رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ: ''طلحہ کی وجہ سے آپ کے علمی کاموں میں حرج ہوتا ہے، اس کے لئے کسی استاذ کا تقرر کرلیا جائے تو آپ کو اپنے علمی کاموں میں حرج نہ ہو''، چنانچہ مشورہ میں حافظ صدیق صاحب مرحوم مرزاپور پول کا نام تجویز ہوا، اتفاق سے وہ آبھی گئے اور بیس روپئے مشاہرہ پر ان کا تقرر عمل میں آگیا، تنخواہ کم تھی اس لئے مولانا نصیر الدین کے مکتب میں بھی مدرس رکھ لئے گئے تاکہ وہاں سے بھی کچھ مل جایا کرے۔

چنانچہ ''تلك الرسل'' سے آخر تک حفظ قرآن پاک حافظ صدیق

صاحب مرحوم کے پاس ہوا، اور اختتام کی تقریب ۱۶/ رجب المرجب سنہ ۱۳۷۵ھ/ مطابق ۲۹/ فروری سنہ ۱۹۵۶ء کو رائے پور میں حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری نوراللہ مرقدہ کی مجلس میں ہوئی، اور پہلی محراب رمضان سنہ ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۹۵۷ء میں مسجد شاہ جی والی دہلی میں سنائی۔ (شیخ الحدیث مولانا زکریا اور ان کے خلفاء، ۲/۹۰ تا ۹۳)

فارسی کی تعلیم کا آغاز ۲/ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۷۶ھ، مطابق ۵/ دسمبر ۱۹۵۶ء کو سہارن پور میں ہوا، یکم شعبان ۱۳۷۶ھ میں فارسی کی تکمیل کے بعد عربی کی ابتدائی تعلیم کے لئے نظام الدین گئے، وہاں مختلف اساتذہ سے تعلیم حاصل کرکے سنہ ۱۳۸۱ھ میں بغرض تعلیم پھر سہارن پور آئے، اور مدرسہ مظاہر علوم میں داخلہ لے کر شرح جامی، ہدایہ اولین، مقامات حریری، حسامی اور مطول پڑھیں، باقی ساری کتابیں مدرسہ کاشف العلوم نظام الدین میں ہی مختلف اساتذہ سے پڑھیں۔

دورۂ حدیث بھی آپ نے ۱۳۸۳ھ میں مدرسہ کاشف العلوم میں پڑھا، بخاری شریف آپ نے حضرت مولانا انعام الحسن صاحبؒ سے، طحاوی شریف حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ سے، سنن ترمذی و صحیح مسلم حضرت مولانا عبیداللہ بلیاویؒ سے، ابوداود شریف حضرت مولانا اظہار الحسن صاحبؒ سے پڑھی، اور بقیہ کتب مولانا منیر الدین صاحب، مولانا یعقوب صاحب سہارن پوری، مولانا صدیق صاحب اٹاوڑی سے پڑھیں۔

تربیت: مچھلی کے بچے کو کوئی تیرنا نہیں سکھاتا، پھر بھی جیسا کہ عرض کیا گیا حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے آپ کی تربیت کے حوالے سے بہت کڑی نگاہ رکھی، حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تربیت حضرت والد صاحب نوراللہ مرقدہ نے بچپن ہی سے شروع فرمادی تھی، چنانچہ سہارن کے قیام میں اگر مدرسہ قدیم میں بھی جانا ہوتا تو بلا اجازت نہیں جاتا تھا، اور جب نظام الدین میں ہوتا تو وہاں بعض

حضرات کی بالا بالا نگرانی رہتی، چنانچہ حضرت والد صاحب قدس سرہ بعض حضرات کے خط میں کچھ نہ کچھ تحریر فرماتے رہتے، اور بعض حضرات بھی حضرت والد صاحب قدس سرہ کو، جس کا بندے کو پتہ بعد میں چلا۔

سہارن پور کے زمانۂ قیام میں حضرت والد صاحب قدس سرہ دارالتصنیف میں تشریف فرما ہوتے، اور بندہ بالکل سامنے چھت پر چارپائی پر بیٹھا قرآن پڑھتا رہتا، جب کبھی پڑھتے پڑھتے کھیلنے لگتا تو اپنی جگہ سے اٹھ کر تشریف لاتے اور چارپائی کے نیچے ہی بیٹھ کر باز پرس فرماتے کبھی نرم کبھی گرم۔ مختلف مواقع پر حسب ضرورت ڈانٹ ڈپٹ ہوتی رہتی تھی، اور کبھی کبھی پدرانہ شفقت و محبت اصلاحی امور میں مانع نہیں بنی، چھوٹی بڑی ہر بات کی پوری نگرانی ہوتی تھی۔

ایک قصہ: حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ نے اسی زمانے کا ایک قصہ تحریر فرمایا کہ مولوی نصیر الدینؒ نے نخاسے میں ایک پریس ٹھیکہ پر لے رکھا تھا، کئی مرتبہ بندہ نے اسے دیکھنے کا ارادہ کیا مگر نہ جاسکا، جمعہ کے دن جمعہ سے پہلے حضرت والد صاحب نوراللہ مرقدہ کی مجلس ہوتی تھی، یہ مجلس خالص دیہاتیوں کے لئے ہوتی تھی مجھے اس میں شرکت کا خاص اہتمام نہیں تھا، پون گھنٹہ ایک گھنٹہ کی مجلس ہوتی تھی، چنانچہ یہ مجلس شروع ہوئی اور بندہ مولانا نصیر الدین مرحوم سے کہہ کر عبدالمجید مرحوم کے ساتھ جو پریس کا نگراں تھا پریس دیکھنے چلا گیا، واپسی میں خاصی تاخیر ہوگئی، اور اِدھر ہماری مختلف جگہ تلاش جاری ہوگئی، مولانا نصیر الدین صاحب کسی وجہ سے بتانا بھول گئے تھے، جب معاملہ بہت آگے بڑھ گیا اور مولانا نصیر الدین کو پتہ چلا کہ شیخ بہت پریشان ہیں، تو فوراً مفتی سعید احمد رحمہ اللہ کو اطلاع دی کہ طلحہ پریس دیکھنے چلا گیا ہے، یہاں اس کی بہت دیر سے تلاش ہو رہی ہے، آئے گا تو اس کی پٹائی ضرور ہوگی، آپ آکر شیخ کو سنبھال لیں، چنانچہ مفتی صاحب تشریف لائے اور دکان پر بیٹھ گئے، ادھر بندہ بھی حاضر ہوگیا، حضرت

مفتی صاحب نے پوچھا: کہاں گیا تھا؟ میں نے عرض کیا پریس دیکھنے چلا گیا تھا، مفتی صاحب نے مجھے اندر جانے کو کہا اور خود دو چار منٹ کے بعد میرے پیچھے تشریف لائے، جب میں اندر کچے گھر میں آیا تو حضرت والد صاحب نور اللہ مرقدہ نے ڈانٹ کر فرمایا: ''کہاں گیا تھا؟ اِدھر آ''، میں قریب ہو گیا، حضرت نے میرا گریبان پکڑ کر فرمایا: ''بتلا کہاں گیا تھا؟ اگر تو مر جاتا تو میں روتا نہیں، میری میّا ہوتی...''۔

اتنے میں حضرت مفتی صاحب تشریف لے آئے اور حضرت نور اللہ مرقدہ کی چارپائی پر بیٹھ گئے، حضرت والد صاحب نے مجھے چھوڑ دیا، اور حضرت مفتی صاحب سے فرمایا: ''اس سے پوچھو کہاں گیا تھا؟''، حضرت مفتی صاحب نے فرمایا: ''کہاں گیا تھا؟'' میں نے عرض کیا پریس دیکھنے گیا تھا، اور عبدالمجید کے ساتھ گیا تھا، پھر مولوی نصیر الدین صاحب نے کہا: حضرت! طلحہ مجھ سے کہہ کر پریس دیکھنے گیا تھا اور میں آپ کو بتلانا بھول گیا''۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: ''اس کا مطلب ہے کہ تو نے بھیجا تھا''۔ اس کے بعد پھر حضرت والد صاحب ان حضرات سے بات کرنے میں لگ گئے اور میں پٹتے پٹتے بچ گیا۔ (حضرت شیخ اور ان کے خلفاء ۹۶/۲)

الغرض حضرت شیخ رحمہ اللہ نے آپ کی خصوصی تربیت فرمائی اور ممکنہ حد تک کوشش یہ فرمائی کہ آپ کے اندر صاحبزادگی اور مخدومیت کی بو باس نہ آنے پائے، آنے جانے والوں سے بے تکلفی تو کیا بات چیت کرنے کی بھی اجازت نہیں تھی، اپنے ملکی وغیر ملکی اسفار میں انھیں ساتھ بھی نہیں لے جاتے تھے اور نہ ہی اپنے اہل تعلق میں جانے کو پسند فرماتے تھے، چنانچہ حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ خود بھی اس سے احتراز فرماتے تھے، الا یہ کہ خود حضرت ہی کی جانب سے اشارہ ہو، مثلاً حضرت مولانا عبدالرحیم متالا اور ان کے برادر خورد حضرت مولانا یوسف متالا صاحبان حضرت شیخ کے جاں نثار خادم، ہمہ وقت کے حاضر باش اور حضرت رحمہ اللہ کو بھی ان سے تعلق خاطر تھا، چنانچہ حضرت پیر

صاحب کو بھی ان سے بوجہ حضرت شیخ کے انسیت و محبت تھی، ایک مرتبہ مولانا عبدالرحیم متالا صاحب مرحوم کے آنے کی اطلاع ملی، اندر زنان خانے میں تشریف لے گئے تو فرمایا: ''آج کچھ اچھا پکا لینا''، اس پر پوچھا گیا کہ کسی کے آنے کی اطلاع ہے؟ تو فرمایا کہ: ''ارے تین عاشقوں کا معشوق آ رہا ہے!''، کسی نے پوچھا کہ وہ تین عاشق کون؟ اور معشوق کون؟ تو حضرت نے مولانا عبدالرحیم صاحبؒ کا نام لینے کے بعد عاشقوں کے بارے میں فرمایا: ''باوا، بیٹا اور نصیر''، مراد حضرت شیخ رحمہ اللہ خود، صاحبزادہ محترم حضرت پیر مولانا محمد طلحہ صاحب، اور مولانا نصیر الدین صاحب جو خانقاہ اور گھر کا انتظام دیکھتے تھے۔ (مقدمہ ''محبت نامے'' صفحہ ب، مجموعۂ مکاتیب حضرت شیخ بنام متالا برادران)

تربیت کی مدت: حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جس نوعیت کا تعلق میرے دادا جان نور اللہ مرقدہ کا میرے والد صاحب نور اللہ مرقدہ کے ساتھ رہا اسی طرح کا تعلق حضرت والد صاحب نور اللہ مرقدہ کا میرے ساتھ رہا، اس قسم کے واقعات سے پوری آپ بیتی بھری پڑی ہے، البتہ میرے دادا جان نور اللہ مرقدہ کا معاملہ میرے والد نور اللہ مرقدہ کے ساتھ ۱۸ (اٹھارہ) سال کی عمر میں ختم ہو گیا تھا، مگر میرے ساتھ یہ معاملہ ذرا لمبا چلا، جس کا اثر یہ تھا کہ حضرت رائے پوری نور اللہ مرقدہ کے فرمانے کے باوجود (جیسا کہ تفصیل عنقریب آ رہی ہے) بیعت نہیں ہوا جب تک والد صاحب نور اللہ مرقدہ نے حکم نہ فرمادیا، اھ۔

راقم الحروف عرض کرتا ہے: اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہمارے حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ نے حضرت مولانا منور صاحب اور مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہما اللہ کی بابت شیخ کا جو جملہ نقل فرمایا ہے ''کہ میں نے منور اور محمود کو چالیس سال رگڑا''، وہ ہمارے حضرت رحمہ اللہ پر بھی حرف بحرف صادق آ رہا ہے، اگر رسمی اجازت سنہ ۱۳۹۳ھ کا حساب لگائیں تو رگڑے جانے کی مدت تینتیس سال ہوتی ہے، اور اگر شیخ

کے وفات تک کا لحاظ کیا جائے تو اس رگڑائی کی مدت چالیس سے متجاوز ہو جاتی ہے۔
یہی وجہ ہے کہ حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ نے آپ کے متعلق بین طور سے یہ
ادراک فرمالیا تھا کہ طلحہ بے ضرر انسان ہے، چنانچہ کئی مرتبہ دوسروں کے سامنے حضرت
شیخ رحمہ اللہ نے یہ بات فرمائی کہ: ''جب کوئی طلحہ کی مجھ سے شکایت کرتا ہے تو میں سمجھتا
ہوں کہ یہ شخص طلحہ کا مخالف ہے''۔

اکابر کی آپ پر شفقتیں اور عنایات : والدگرامی
قدر حضرت شیخ الحدیث نوراللہ مرقدہ کی طرح ہمارے حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ بھی
وقت کے حضرات اکابر اور اہل اللہ کی محبت وشفقت بھری نظروں، توجہات اور عنایات
کے مورد و مرکز بنے رہے، جس کی کچھ جھلکیاں حسب ذیل ہیں:

(الف) سب سے پہلے آپ کو اپنے نانا جان داعیٔ کبیر حضرت مولانا محمد
الیاس کاندھلوی رحمہ اللہ کی شفقت وخیر خواہی بھری وہ ''نگاہِ مردِ مومن'' میسر آئی جس
سے تقدیریں بھی بدل جایا کرتی تھیں، حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے،
رات میں تو میں والدہ کے پاس ہوتا، چوں کہ روتا بہت تھا اس لئے والدہ کی نیند پوری
نہیں ہوتی تھی، صبح کو نانا جان چند نہالچے سمیت مجھے باہر منگوا لیتے تھے، خود بھی
نگہداشت رکھتے اور آپ کے جاں نثار اولوالعزم بڑے بڑے اصحابِ باطن ذاکرین
ومبلغین بھی میری دیکھ ریکھ کیا کرتے تھے۔ حضرت مولانا الیاس صاحب رحمہ اللہ کو
آپ جان سے بھی زیادہ عزیز تھے، اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت شیخ
الحدیث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''میرا لڑکا عزیز طلحہ غالبًا دو ڈھائی برس کا تھا، نظام الدین
میں اتنا شدید بیمار ہوا کہ مایوسی کی حالت ہوگئی اور ان (مولانا
الیاسؒ) کو کسی تبلیغی جلسے میں تشریف لے جانا تھا۔ جاتے ہوئے غالبًا

قاری داؤد مرحوم سے یا اسی نوع کے کسی اور سے، ہمارے مدرسے
کے مدرس حدیث مولوی یونس صاحب کہتے ہیں کہ مجھے مولوی یونس
میواتی مرحوم یاد ہیں اور بعض لوگوں کو میاں جی موسیٰ کا نام یاد ہے، کہا
کہ دیکھ اگر میری واپسی سے پہلے طلحہ مر گیا تو اتنا ماروں گا کہ یاد رکھو
گے۔ ان واقعات میں کچھ اشکال نہیں، ممکن ہے کہ چچا جان کو یہ
کشف ہوا ہو کہ اس کی صحت فلاں کی زور دار دعا پر موقوف ہے اس
لیے یہ سخت لفظ کہے، (اس کی تائید اس حدیث پاک سے ہوتی ہے)
**''ان من عباد اللّٰہ من لو اقسم علی اللّٰہ لابرہ او کما قال
علیہ الصلوٰۃ و السلام''**۔ اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے ہیں کہ
اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور پورا فرماویں
گے۔ (آپ بیتی ص ۴۵۰)

(ب) شیخ العرب والعجم شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور
اللہ مرقدہ نے تو اپنی بے پناہ شفقت ونوازش سے آپ کو ''پیر صاحب'' کا لقب دے
رکھا تھا جو واقعتاً ایک صاحب نظر کی نگاہِ دور بیں کا ادراک تام تھا، جس کا قصہ بھی
حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ کی زبانی یوں پیش آیا:

''ایک مرتبہ بچپن میں میں اپنے کتب خانے پر بیٹھا بچوں کو
بیعت کر رہا تھا، جیسا کہ بچے کھیل میں مختلف طرز کے کھیل کھیلتے ہیں،
میرے لئے یہ ایک کھیل تھا، اتنے میں حضرت مدنی نوراللہ مرقدہ کا
تانگا آ گیا، حضرت تانگے سے اترے اور مجھے جو بیعت کرتے
ہوئے دیکھا تو فرمایا: ''مجھے بھی بیعت کر لیں'' میں نے بلا توقف
کے کہہ دیا: ''آجایئے'' اور حضرت مدنی رحمہ اللہ کو بیعت کر لیا، اس
کے بعد سے میرا ''پیر صاحب'' لقب پڑ گیا، اور حضرت قدس سرہ

ازراہِ شفقت ''پیر صاحب'' کہہ کرہی پکارا کرتے تھے''۔(حضرت شیخ اور ان کے خلفاء ۲/۱۰۸)

فرماتے ہیں کہ حضرت مدنی قدس سرہ کثرت سے کچے گھر تشریف لاتے تھے، اوران کی شفقتیں اس قدر تھیں کہ میرے بغیر وہ کھانا نہیں کھاتے، بہت سی مرتبہ ایسے واقعات پیش آئے کہ دسترخوان پر روٹی رکھی گئی، ایک قسم کا سالن بھی آ گیا، حضرت والدصاحب قدس سرہ حضرت مدنی نوراللہ مرقدہ سے فرماتے: ''شروع فرمادیں''، اس پرحضرت مدنی رحمہ اللہ فرماتے: ''پیر صاحب آئیں تو شروع کروں گا''، اس پر حضرت والدصاحب نوراللہ مرقدہ فرماتے: ''میں بوڑھا باپ کھانا لاؤں، اس کو اپنے پاس بیٹھالو''، اس پر حضرت مدنی نوراللہ مرقدہ فرماتے ''کیا جلدی ہے؟ شروع کرلیں گے'' اور حضرت میرا انتظار فرماتے رہتے، کبھی ایسا بھی ہوتا کہ کھانا پہلے میں شروع کردیتا اور حضرت شیخ الاسلامؒ بعد میں شروع فرماتے۔ کبھی حضرت والدصاحب نوراللہ مرقدہ دیکھ لیتے تو فرماتے کہ: ''حضرت سے پہلے تونے ہی شروع کردیا؟'' بہت سی مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ حضرت قدس سرہ نے فرمایا: ''جلدی کر شروع، کیا مجھے پٹوائے گا؟''

اسی سلسلہ کا ایک قصہ جسے راقم الحروف نے حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ کی زبان سے بارہا سنا ہے، یہ ہے کہ سنہ ۷۴ھ میں حضرت شیخ رحمہ اللہ کی سب صاحبزادیاں حج کو گئیں، حضرت مولانا محمد یوسف ومولانا انعام الحسن رحمہما اللہ سمیت خاندان کے تینتیس افراد تھے، گیارہ مرد، گیارہ عورتیں، گیارہ بچے، ان میں حضرت پیر صاحب بھی تھے، خوش قسمتی سے حضرت اقدس شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ بھی اسی بحری جہاز میں تھے جس میں یہ قافلہ جارہا تھا، ایک دن لوگوں نے حضرت مدنی رحمہ اللہ سے وعظ کی درخواست کی، حضرت آمادہ نہیں ہورہے تھے، قافلہ میں بعض حضرات کو یہ معلوم تھا کہ حضرت اقدس مدنی قدس سرہ طلحہ کی بڑی قدر فرماتے ہیں اور

پیر صاحب کہتے ہیں، چنانچہ انھیں ساتھ لے جاکر ان سے ہی وعظ کہنے کی درخواست گذروادی، بس کیا تھا؟ حضرت نے فرمایا: بھائی اب تو کہنا ہی پڑے گا، اب تو پیر صاحب نے حکم دے دیا۔ سچ ہے اللہ والوں کی زبان سے نکلی ہوئی بات رائیگاں نہیں جاتی، اللہ تعالیٰ نے آپ کو واقعی پیر کے طور پرامت کی خدمت کے لئے قبول فرمالیا، چنانچہ زندگی بھر کا اصل مشغلہ بیعت وارشاد، اور ذکر وتلقین ہی ہو کے رہ گیا، اور آپ سچ مچ پیر علی الاطلاق ہوگئے۔

(ج) حضرت اقدس شاہ عبد القادر رائے پوری رحمہ اللہ تو حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ سے انتہائی درجہ کی محبت وشفقت کا برتاؤ رکھتے تھے، بل کہ محبت وشیفتگی کا یہ معاملہ جانبین سے تھا، جو محتاجِ بیان نہیں ہے، اور تفصیل ''آپ بیتی'' میں دیکھی جاسکتی ہے، حضرت رائے پوری رحمہ اللہ کے نزدیک تو شیخ کی گلی کا کتا بھی انتہائی عزیز تھا، تو بھلا صاحبزادۂ گرامی قدر کیوں کر نہ عزیز ہوں گے؟ چنانچہ ہمارے حضرت پیر صاحب قدس سرہ حضرت رائے پوری رحمہ اللہ کی بھی بے پناہ شفقتوں اور توجہات وعنایات سے بہرہ ور ہوئے، اس سلسلہ کے چند واقعات درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت شیخ رحمہ اللہ آپ بیتی میں لکھتے ہیں کہ: ایک مرتبہ حسب معمول حضرت اقدس تشریف لے جارہے تھے، سامان بندھ چکا تھا، حضرت مصافحوں سے فراغ پر تشریف بری کے لئے اٹھ رہے تھے، میرے بچے ''طلحہ'' نے جب کہ اس کی عمر غالباً تین چار سال کے درمیان ہوگی حضرت قدس سرہٗ کے کرتہ کا پلّہ پکڑ کر اپنے بچپن کی وجہ سے کہہ دیا کہ حضرت آج نہیں، حضرت فوراً چبوترے پر بیٹھ گئے، بھائی الطاف سے کہا سامان کھول دو، آج نہیں جانا ہے۔ میں نے ہر چند اصرار وتقاضا کیا کہ حضرت یہ ناسمجھ بچہ ہے اس کو خبر بھی نہیں کہ میں نے کیا کہا؟ بھائی الطاف سامان ہرگز نہیں کھلے گا، میرا تو بار بار یہ اصرار اور حضرت کا بار بار یہ ارشاد کہ سامان کھول دو، میں

نہیں جاؤں گا، حضرتؒ نے فرمایا کہ اس گھر میں آج تک کسی بڑے چھوٹے کی زبان
سے ''آج نہیں'' کا لفظ میں نے سنا ہی نہیں، آج پہلی دفعہ کان میں پڑ رہا ہے۔

(۲) **بیعت**: دوسرا واقعہ جو حضرت رائے کی جانب سے خود پیش قدمی
کرنے اور حضرت شیخ رحمہ اللہ کے حکم سے پھر بیعت ہونے کا ہے، قارئین کو اندازہ ہوگا
کہ ہمارے حضرت پیر صاحب نور اللہ مرقدہ کتنے خوش نصیب تھے کہ ایک ''شیخِ
کامل'' جس کے یہاں حبِّ جاہ کا سر کٹا ہوا تھا، (وہ حب جاہ جو ابرار وصدیقین کے
دل سے بھی سب سے آخر میں نکلتا ہے)؛ اقدامی طور سے توجہ ڈال کر بیعت کر رہا ہے،
لیجئے حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ کی زبانی سنئے:

''حضرت رائے پوری نور اللہ مرقدہ ایک بار سہارن پور سے پاکستان
تشریف لے جا رہے تھے، ہجوم کی کثرت کی وجہ سے بار بار حضرت کی چارپائی کمرہ
سے باہر لائی جاتی تھی، اور مجمع کو بیعت فرمانے کے بعد چارپائی اندر کمرہ میں لے جائی
جاتی، اسی دوران ایک بار حضرت رائے پوری نور اللہ مرقدہ نے بندہ سے فرمایا: ''آجاؤ
بھائی طلحہ تمہیں بھی بیعت کرلوں''، میں نے اپنی عادت کے مطابق کہ حضرت والد
صاحب نور اللہ مرقدہ کے بغیر کوئی کام نہیں کرتا تھا؛ کچھ عرض نہیں کیا اور خاموش رہا،
حضرت والد صاحب نور اللہ مرقدہ اس وقت موجود نہیں تھے، بعد میں میں نے یا کسی اور
نے حضرت والد صاحب کو حضرت رائے پوری کا یہ جملہ پہونچایا تو والد صاحب نور اللہ
مرقدہ نے فرمایا: ''ارے! تجھے تو خود درخواست کرنی چاہئے تھی، اور جب حضرت نے
خود فرمایا تھا تب تو فوراً ہاں کرلینی چاہئے تھی، اب جب حضرت باہر تشریف لاویں تو
بیعت کی درخواست کردیجئے اور اپنے ساتھ ہارون (بن حضرت مولانا یوسف) کو بھی
بیعت کرالیجئے''، تائے ابا جی مولانا اکرام الحسن نے کہا ''بھائی زبیر الحسن کو بھی اپنے
ساتھ رکھیو'' کسی نے مولانا اجتباء الحسن بن مولانا احتشام الحسن کا نام بھی لے لیا۔

چنانچہ بعد مغرب حضرت کی چارپائی باہر آئی اور حضرت رائے پوری نور اللہ
مرقدہ بندہ کی طرف متوجہ ہوئے تو بندہ نے عرض کیا: ''ہم چاروں بیعت ہوں گے''،
حضرت نے بہت دعائیں دیں اور مسرت کا اظہار فرمایا، اور ہم کو بیعت کرنا شروع
کیا، مجلس کا عجیب سماں ہوگیا، پورا مجمع شریک بیعت ہوا، اور حضرت رائے پوری نور
اللہ مرقدہ نے تسبیحات بتلا کر فرمایا: ''ان تسبیحات سے آگے اپنے اپنے باپوں سے
پوچھتے رہیو''۔ اس کے بعد حضرت والد صاحب نور اللہ مرقدہ حضرت رائے پوری نور
اللہ مرقدہ کی چارپائی پر تشریف لائے اور دونوں حضرات بہت دیر تک گفتگو فرماتے
رہے، باتیں تو یاد نہیں کیا ہوئیں، پورا مجمع چارپائی پر جھک رہا تھا، بار بار حضرت رائے
پوری نور اللہ مرقدہ بندہ کی طرف اشارہ کرکے کچھ فرماتے اور حضرت والد صاحب نور
اللہ مرقدہ فرماتے تھے کہ: ''حضرت اس کے لئے دعا فرماتے رہیں''۔

(۳) ایک مرتبہ حضرت رائے پوری نور اللہ مرقدہ نے مجھے زیتون کا ایک
ڈبہ دیا اور فرمایا: ''اس کو گھر لے جانا، گھر والوں کو کھلانا اور خود کھانا، ابا جان کو نہ دینا، ورنہ
مریدوں میں بانٹ دیں گے''۔ جب میں گھر آیا تو حضرت والد سے ساری باتیں نقل
کردیں جو حضرت رائے پوری نور اللہ مرقدہ نے فرمائی تھیں، اس پر حضرت والد
صاحب نور اللہ مرقدہ نے فرمایا: ''جا گھر میں لے جا''، میں نے اصرار کیا کہ نہیں یہاں
ہی رکھ لیں، تو حضرت والد صاحب نور اللہ مرقدہ نے فرمایا کہ ''نہیں، لے جا، جب
حضرت نے منع فرمادیا تو کیوں یہاں چھوڑو، جب تم اس ڈبہ کو کاٹو گے تو دو چار دانے
مجھے بھی اوپر دار التصنیف میں دے دینا، حضرت کا تبرک میں بھی چکھ لوں گا''۔

نکاح اور اولاد: حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: نکاح
مورخہ ۱۸/ ربیع الثانی سنہ ۱۳۸۱ھ، مطابق ۱۹/ ستمبر سنہ ۱۹۶۱ء کو حضرت اقدس شاہ عبد
القادر رائے پوری نور اللہ مرقدہ کی مجلس میں رائے پور میں ماموں حضرت مولانا محمد

یوسف صاحب نور اللہ مرقدہ نے حضرت مولانا افتخار الحسن صاحب کی صاحبزادی سے
پڑھایا، اس مجلس میں تین نکاح ہوئے، ایک بندہ کا، دسرا مولانا ہارون رحمۃ اللہ علیہ کا
مولانا اظہار الحسن صاحبؒ کی صاحبزادی سے، اور تیسرا مولانا محمد عاقل صاحب صدر
مدرس مظاہر علوم کا میری ہمشیرہ سے، جس کی تفصیل آپ بیتی نمبر۳ میں شادیوں کے
ذیل میں ہے۔

حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کوئی صلبی اولاد نہیں ہوئی، پس ماندگان
میں ایک سگی بہن حیات ہیں جو حضرت مولانا محمد سلمان صاحب ناظم مدرسہ مظاہر علوم
کی زوجہ محترمہ ہیں، نیز متعدد بہنوں کی اولاد اور اولاد کی اولاد موجود ہیں، ان کے علاوہ
روحانی اولاد میں ہزاروں مسترشدین ومحبین ہیں جن میں ستہتر (۷۷) خلفاء ومجازین
بیعت ہیں۔

تجدید بیعت: حضرت رائے پوری نور اللہ مرقدہ کے انتقال (۱۴/
ربیع الاول سنہ۱۳۸۲ھ، مطابق ۱۶/اگست سنہ۱۹۶۲ء) کے بعد حضرت والد صاحب نور
اللہ مرقدہ سے معمولات کے متعلق ایک مدت کے بعد مولانا منور حسین صاحبؒ کے
متوجہ کرنے پر ذکر کی اجازت لی، حضرت والد صاحب نور اللہ مرقدہ نے فرمایا: ''ہاں
پیارے! ضرور شروع کرلے، اور صبح کو جب میں اوپر (دار التصنیف) جاؤں تب پوچھ
لیجئے''۔ پیر صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

دار التصنیف میں اپنی جگہ بیٹھ کر خود طریقۂ ذکر بتلایا اور یہی تجدید بیعت
کے مترادف ہوگیا، چوں کہ حضرت والد صاحب نور اللہ مرقدہ کا معمول یہ تھا کہ حضرت
رائے پوری نور اللہ مرقدہ اور حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ کے
متوسلین کو ادباً بیعت نہیں کرتے تھے، اور فرمادیا کرتے تھے: ''جو کچھ پوچھنا ہو پوچھ لیا
کرو، خدمت سے انکار نہیں''۔

اجازت وخلافت: ماہِ ربیع الاوّل سنہ۱۳۹۳ھ میں آپ کو حضرت
والد صاحب قدس سرہ کے جانب سے خرقۂ خلافت عنایت ہوا، جس کی منظر کشی خود
حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ یوں فرمارہے ہیں:

''بندہ کی نااہلیت کے باوجود محض اپنے حسنِ ظن سے ''کچے گھر'' کے چھوٹے
چبوترہ پر مفتی محمود صاحب گنگوہی زیدمجدہ، مولانا منور حسین صاحب بہاری زیدمجدہ اور
بعض خدام کی موجودگی میں بعد عشاء شب جمعہ۱۳۹۳ھ، رات گیارہ بجے کے قریب
اجازت مرحمت فرمائی، بندہ کی سنہ۱۳۹۲ھ میں مولانا ہارون صاحب اور گھر والوں کے
ساتھ حج کی نیت سے حرمین شریفین حاضری ہوئی، شعبان میں جانا ہوا اور تقریباً چھ مہینے
حرمین شریفین میں قیام کے بعد وطن سہارن پور واپسی ہوئی تو کچھ ہی دنوں کے بعد
اجازت ہوئی، اجازت کے بعد حضرت والد صاحب نور اللہ مرقدہ نے بہت لمبی چوڑی
دعا کرائی اور وہ عمامہ بندہ کے سر پر رکھا جو حضرت اقدس مولانا خلیل احمد سہارن پوری نور
اللہ مرقدہ نے حضرت والد صاحب کو اجازت کے وقت مدینہ طیبہ میں مرحمت فرمایا تھا،
حضرت والد صاحب نور اللہ مرقدہ کے سر پر حضرت سہارن پوری نور اللہ مرقدہ نے جب
عمامہ باندھا اس کے بعد والد صاحب نے اسے انہیں پیچوں پر مع ٹوپی کے دھاگہ سے سی
لیا تھا، اور جمعہ واعیاد میں استعمال فرمایا کرتے تھے۔ (حضرت شیخ اور ان کے خلفاء۲/۱۰۴)

اس خلافت واجازت کا ہمارے حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ نے حد درجہ
پاس ولحاظ رکھا، نیز خلافت دینے کے بعد بھی حضرت شیخ رحمہ اللہ کی باطنی توجہات کا
سلسلہ بند نہیں ہوا اور ہمارے حضرت برابر روبہ ترقی رہے، اور حضرت شیخ قدس سرہ کے
غائبانہ میں ''کچے گھر'' کی باغ وبہار کو برقرار رکھا، اور حضرت کے نقشِ قدم پر چلتے
ہوئے طالبین ومسترشدین کی تربیت فرماتے رہے، چنانچہ حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ
علیہ فرماتے ہیں:

''جب سے حضرت والد صاحب نور اللہ مرقدہ کے حجاز مقدس کے اسفار شروع ہوئے ہیں اس وقت سے الحمدللہ حضرت نور اللہ مرقدہ کی غیبت میں بہت اہتمام سے مجلس ذکر ہوتی ہے، اور رات کو ختم یٰسین اور اس کے بعد دعا بہت اہتمام سے ہوتی رہی، اور حضرت والد صاحب نور اللہ مرقدہ کو اس کی جب بھی اطلاعات ملیں مسرت وخوشی کا اظہار فرمایا اور دعاؤں سے نوازا۔

اس کے علاوہ جتنے رمضان حضرت نور اللہ مرقدہ کے سہارن پور سے باہر ہوئے اس میں بھی اس بندہ نے حضرت کے دیگر متعلقین کے ساتھ کوشش کی کہ حضرت کے طرز پر اعتکاف ورمضان کیا جائے، اور جب اس کی اطلاعات حضرت نور اللہ مرقدہ کو پہونچیں تو بہت ہی مسرت کا اظہار فرمایا''۔

حضرت شیخ رحمہ اللہ آپ بیتی میں ایک جگہ فرماتے ہیں: ''صبح کی نماز کے بعد میرے مکان پر ذکر کا سلسلہ ایک گھنٹہ تک ضرور رہتا تھا، اور میری غیبت میں سنتا ہوں کہ عزیز طلحہ کی کوشش سے ذاکرین کی وہ مقدار اگر چہ نہ ہو مگر ۲۰، ۲۵ کی مقدار روزانہ ضرور ہو جاتی ہے، میرے سہارن پور کے قیام کے زمانہ میں تو سو، سوا سو تک پہونچ جاتی تھی اور غیبت کے زمانہ میں بھی سنتا ہوں کہ چالیس پچاس کی تعداد عصر کے بعد جمعہ کے دن ہو جاتی ہے۔ (آپ بیتی نمبر ۷ ص ۱۲۷۳)

اسی طرح رمضان المبارک میں پابندی کے ساتھ اعتکاف کا سلسلہ جاری رہا، اور دارِ جدید کی مسجد نیچے کا حصہ مکمل پُر رہتا تھا، تین سے چار سو تک باضابطہ معتکفین ہوتے تھے، اور جز وقتی طور سے آنے جانے والوں کی تعداد تو بعض دفعہ اس سے دوگنی ہو جایا کرتی تھی۔

اندازِ تربیت: یہ صحیح ہے کہ حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ کے

مریدین میں عوام سے زیادہ حضرات علماء، مفتیان کرام اور حضرات محدثین ہوا کرتے تھے، چوں کہ حضرت شیخ رحمہ اللہ علمی جلالت شان کی وجہ سے ''شیخ الحدیث'' علی الاطلاق تھے اس لئے حضرات علماء کو علمی اشکالات کے جوابات تشفی بخش طور سے مل جایا کرتے تھے، جس سے ان کی انسیت میں اضافہ ہو جاتا تھا، یہ حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کا ہی حصہ تھا کہ اہل علم کی ایک بڑی تعداد کی اصلاح ہوگئی، اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ اصلاح وتزکیہ کا سلسلہ پورے عالم میں چلا دیا، ورنہ علماء کو مونڈنا (یعنی ان کی اصلاح تربیت) آسان کام نہیں ہے۔

ہمارے حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی ''پیر'' علی الاطلاق تھے، اور بلا شبہ ان کو اپنے شیخ سے نسبتِ اتحادی حاصل تھی، اور پورے طور سے شیخ کے مشن کو لے کر چل رہے تھے، طالبین وسالکین کی تربیت کے لئے شیخ رحمہ اللہ کے افادات اصل بنیاد تھے، حضرت شیخ رحمہ اللہ کی روحانیت آپ کی جانب متوجہ تھی، چنانچہ آپ بھی طالبین کی اصلاح وتربیت حکیمانہ انداز سے موقع محل کے اعتبار سے کرتے تھے، کبھی نرم لہجہ، کبھی گرم ڈانٹ، کبھی شفقت بھری نگاہ، تو کبھی خشمگیں نظر، ہر طرح کا رخ اختیار فرماتے تھے۔

آپ کے متعلقین میں علماء کی بھی خاصی تعداد تھی، ان حضرات کی اصلاح کا طریقہ حضرت کے یہاں عموماً نرم، بل کہ ایک طرح سے اکرام کا رہتا تھا، ان کی علمی حیثیت وجاہ کا خیال رکھتے ہوئے خاموشی سے ان کی کمزوری پر متنبہ فرما دیا کر دیتے تھے، مثلاً:

۱- کسی کے قول وفعل سے تکبر کی بو محسوس کرتے تو رسالہ ''ام الامراض'' ہدیہ میں عنایت فرما کر پڑھنے کی تلقین فرماتے۔

۲- کسی میں معاملات کی بے احتیاطی محسوس فرماتے تو ''حقوق العباد کی

فکر کیجئے'' نامی رسالہ مؤلفہ حضرت مولانا عاشق الٰہی بلند شہریؒ عنایت فرما دیتے۔

۳- علماء میں سے کسی کو تبلیغ کا مخالف محسوس کرتے، یا تبلیغ میں لگے ہوئے لوگوں میں سے کسی کو علم و ذکر کے حوالے سے توہین کی حد تک برگشتہ محسوس فرماتے تو ''ملفوظات مولانا الیاس رحمہ اللہ''، یا ''الفرقان'' کا حضرت جی مولانا یوسف نمبر کتب خانے سے منگوا کر عنایت فرما دیتے، بل کہ تعلیم، تزکیہ اور دعوت و تبلیغ تینوں کام انجام دینے والوں میں ہم آہنگی پیدا کرنے کی غرض سے، اور یہ فضا بنانے کے لئے کہ تینوں کام دین کے ضروری شعبے ہیں؛ آپ نے ایک تبلیغی تھیلی بنا رکھی تھی جس میں مذکورہ دونوں کتابوں کے علاوہ ''مولانا الیاسؒ اور ان کی دینی دعوت''، ''تبلیغ دین کے اصول'' وغیرہ چند ایسی کتابیں ہوتی تھیں جن کے مطالعہ سے مدارس کے علماء و مدرسین، خانقاہوں کے طالبین و مسترشدین، اور مراکز کے ذمہ دارانِ تبلیغ و مبلغین تینوں طبقوں میں اعتدال کے ساتھ ایک دوسرے کے تعاون کا جذبہ پیدا ہو سکے۔

۴- آپ کی تربیت کا بنیادی طریقہ یہ تھا کہ مجلسِ ذکر اور مجلسِ تعلیم دونوں میں طالبین کی جانب توجہ تام مبذول رکھتے تھے، خاص طور سے سلوک کی کتاب کی جب تعلیم ہوتی تو پورے طور پر متوجہ الی اللہ ہو کر طالبین کی اصلاح کے حوالے سے اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز کرتے ہوتے، بظاہر دیکھنے والا عام آدمی تو یہ سمجھتا کہ حضرت سو رہے ہیں، مگر کتاب کے دقیق مضامین کے باوجود غیر شعوری طور پر طالبین کے دل و دماغ پر ان کے جو اثرات مرتب ہوتے؛ طالبین و سالکین واضح طور سے محسوس کرتے تھے کہ یہ حضرت کی توجہ باطنی کا اثر ہے۔

۵- چند روز مسلسل مجلس میں بیٹھنے کا یہ اثر بھی ہوتا تھا کہ طالب کے دل پر غیر شعوری طور سے توکل علی اللہ کی کیفیت غالب ہونے لگتی تھی، جس میں حضرت رحمہ اللہ کی باطنی کیفیت کے علاوہ آپ کے ذاتی ظاہری احوال، دنیا اور اہل دنیا کے ساتھ آپ

کے مستغنیانہ برتاؤ کا خاص دخل ہوتا تھا۔

۶- منکر پر نکیر بھی آپ کی تربیت کا ایک نمایاں پہلو ہے، عوام میں سے جو لوگ ملنے آتے خواہ دنیاوی جاہ و منصب کے اعتبار سے کتنے ہی بڑے ہوں اگر ان کی ڈاڑھی منڈی ہوتی، یا ایک مشت سے کم ہوتی، یا سر پر انگریزی بال ہوتے؛ تو بلا کسی خوفِ ملامت اسے ٹوک دیتے، اولاً نرمی سے تنبیہ فرماتے، اگر وہ کچھ لیت و لعل اور حیلہ حوالہ کرتا تو ایک دم سخت ہو جاتے، بل کہ بعض دفعہ تھپڑ تک جڑ دیتے تھے، راقم الحروف نے بارہا یہ فرماتے سنا کہ: ''تبلیغ والوں کو فکر ہے کہ ڈاڑھی پر نکیر کرنے سے آدمی جو قابو میں آیا ہے نکل جائے گا، مدرسے والوں کو یہ فکر ہے کہ اگر تنبیہ کریں گے تو ان کا گراں قدر تعاون جو جاری ہے موقوف ہو جائے گا، مجھے یہ دونوں غم نہیں، آئے کوئی جائے کوئی، مگر آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس صورت سے منہ پھیر لیا مجھے وہ صورت ہرگز برداشت نہیں''، یہ سختی چوں کہ اخلاص پر مبنی ہوتی تھی اس لئے عموماً صاحب معاملہ کی زندگی میں حالاً یا مآلاً اس کا اثر ظاہر ہو کے رہتا تھا۔

۷- آپ کے یہاں ضرورت مندوں کی حاجت براری کا بھی خاصا اہتمام تھا، صدقہ خیرات تو روز کا معمول تھا ہی، متعلقین میں سے جو کوئی معاشی تنگی کی شکایت کرتا، اگر گاؤں دیہات کا ہوتا تو بکری پالنے کی ترغیب دیتے کہ یہ سنت بھی ہے اور باعث برکت بھی، اور اگر شہر کا ہوتا تو اسے تجارت کی تلقین فرماتے کہ اس میں برکت ہے، اور بعض کو خاص طور سے دینی کتابوں کی تجارت کا مشورہ دیتے کہ اس میں تجارت کے ساتھ ساتھ دین کی خدمت بھی ہے، بل کہ بسا اوقات خود اپنے مکتبہ سے کتابیں منگوا کر کچھ مفت، اور کچھ ادھار سستی قیمت پر عنایت فرما دیتے کہ وہ بیچ کر نفع سے فائدہ اٹھائے، قرض مانگنے والوں کو قرض بھی دیتے اور پھر مدت کے اندر ہی مطالبہ بھی فرما لیا کرتے کہ وہ لاپرواہ نہ ہو جائے؛ اس طرح حقوق العباد کی ادائیگی کی تربیت دیتے تھے۔

تبلیغ میں عملی شرکت: جیسا کہ یہ بات گذر چکی کہ ہمارے حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آنکھ ہی کھولی تھی تبلیغ اور مبلغین کے ماحول میں، بل کہ بڑے بڑے صاحب دل مبلغین کے گودوں میں پروان چڑھے تھے، جس کا لازمی اثر یہ تھا کہ آپ نہ صرف تبلیغ کے حامی تھے؛ بل کہ عملی طور سے متعدد دفعہ تبلیغ میں نکلے بھی، حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ کی تبلیغ سے یہ دلچسپی حضرت والد صاحب نور اللہ مرقدہ کے منشا اور اشارے کے مطابق تھی، چنانچہ فرماتے ہیں:

> ''بارہا تبلیغی اجتماعات میں شرکت پر تحریری اور زبانی مسرت کا اظہار فرمایا، اور میرے اجتماعات میں جانے پر اوروں کے نام خطوط میں بھی مسرت کے ساتھ دعائیں تحریر فرمائیں، حضرت والد صاحب نور اللہ مرقدہ کے مدینہ طیبہ آجانے کے بعد علاقہ کے ہر اس اجتماع میں جس میں بھائی حضرت مولانا انعام الحسن صاحب زید مجدہ کی شرکت ہوتی بندہ کی شرکت بھی ضرور ہوتی، اس کے علاوہ دور دور کے اجتماعات میں بھی شرکت رہی ہے''۔

حضرت شیخ رحمہ اللہ نے بھی اپنی آپ بیتی (ص ۱۳۴۵) میں اس کا ذکر فرمایا ہے: ''۲۴ر تا ۲۶ر دسمبر سنہ ۷۷ عیسوی الہ آباد میں اجتماع ہوا، جس میں مولوی عبید اللہ کی طلب پر طلحہ وشاہد بھی گئے، آخری تقریر شاہد کی ہوئی، دو ہفتہ کا یہ سفر رہا جس میں مختلف جگہوں کا دورہ ہوا، اھ۔

جیسا کہ اوپر ذکر آچکا کہ حضرت شیخ رحمہ اللہ کے جیتے جی آپ کے غائبانہ میں، اور وفات کے بعد سے تادمِ واپسیں دار جدید کی مسجد میں پورے رمضان المبارک کے اعتکاف کا معمول آپ نے بنا لیا تھا، اور حضرت شیخ رحمہ اللہ کے طرز پر تمام معمولات انجام دیئے جاتے تھے، چنانچہ تحریکِ تبلیغ کو قوت پہونچانے اور اپنے

متعلقین کو اس طرف متوجہ کرنے کی غرض سے ہر سال دوسرے عشرہ کے ختم قرآن کے موقع پر مرکز نظام الدین سے وفد بلانے کا اہتمام فرماتے تھے، جس میں خانقاہ کے مقیمین کے علاوہ شہر واطراف سے ایک بڑا مجمع اکٹھا ہو جاتا تھا، عموماً حضرت مولانا احمد لاٹ صاحب یا کسی زوردار بیان کرنے والے داعی کا بیان ہوتا، تشکیل ہوتی اور کثیر تعداد میں جماعتیں نکلتی تھیں، ایک مرتبہ ناچیز راقم الحروف بھی آخری عشرہ کے لئے حضرت کی اجازت سے جماعت میں نکلا۔

اسی طرح حضرت رحمہ اللہ کی خواہش ہوتی تھی کہ اِدھر کو آنے والی تبلیغی جماعتیں بھی ایک دو روز کے لئے خانقاہ میں آئیں، یہاں کے معمولات میں شریک ہوں، تاکہ تزکیہ اور ذکر اللہ کی اہمیت کا انھیں بھی احساس ہوا، بل کہ باقاعدہ آپ نے حضرات ذمہ داران سے کہہ بھی رکھا تھا کہ جماعتوں کو یہاں بھیجا کریں، چنانچہ یہ سلسلہ بھی برابر باقی رہا۔

تبلیغ کا کام اس کے بانی حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ کے قائم کردہ خطوط پر چلتا رہے، اس سے انحراف نہ ہونے پائے، اور فتنہ وانتشار کا شکار نہ ہو حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ کو اس کا بہت فکر رہتا تھا، اس کے لئے متعدد پرانے مبلغین وذمہ داران کو متوجہ بھی کرتے رہتے تھے اور کسی کے متعلق کوئی شکایت موصول ہوتی تو ذاتی طور پر فہمائش کی بھی کوشش کرتے اور اس کے لئے سراپا دعا بنے رہتے تھے، بندہ راقم الحروف نے اس سلسلہ میں حضرت کی بیتابی وبے چینی کا بارہا مشاہدہ کیا ہے۔

مدارس خصوصاً مظاہر علوم کی سرپرستی:

ہمارے حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ چوں کہ ایسے خانوادے کے چشم وچراغ تھے جو دین کے مختلف شعبوں کی خدمت سے براہ راست جڑا ہوا تھا، مختلف نظریات کے حاملین سے برابر کا نہ صرف تعلق بل کہ سب کے ساتھ نبھاؤ میں اپنی مثال آپ تھا،

چنانچہ آپ کا ’’کچا گھر‘‘ مشترکہ پلیٹ فارم سے موسوم تھا،بعض حضرات جنھیں قریب سے اس خانوادے کو دیکھنے کا موقع نہیں ملا ان کے ذہن میں یہ بات آسکتی ہے کہ حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب صرف ایک صوفی منش ، اللہ اللہ کرنے والے گوشہ گیر انسان تھے،حالاں کہ آپ مدارس اسلامیہ کے عظیم کردار کے نہ صرف قائل تھے،بل کہ مدارس کی عملی سرپرستی بھی فرماتے تھے، اس حوالے سے ہمارے حضرت کی زندگی کا سب سے عظیم باب مدرسہ مظاہرعلوم کے بحرانی دور میں نہ صرف سرپرستی ، بلکہ اس کی نظامت کی ذمہ داری ہے،اپنی افتادطبع کے خلاف اکابر کے قائم کردہ شجرِ علمِ دین کی محض بقاء وتحفظ کی خاطر اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر مردانہ وار میدان میں آگئے ،اورسیکریٹری شپ (نظامت) کا عہدہ بھی قبول فرمالیا،اور جب تک حالات تشویشناک رہے اس وقت تک یہ ذمہ داری نبھاتے رہے، بعدمیں حالات معمول پر آگئے تو یہ عہدہ وذمہ داری دوسروں کے حوالہ فرما کر کنارہ کش ہوگئے۔

آپ کے والد گرامی قدر حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے انتقال کے بعدان کی جگہ پر مجلس سرپرستان مدرسہ مظاہرعلوم نے ۲۰/شوال سنہ ۱۴۰۲ھ،مطابق ۱۰/اگست ۱۹۸۲ء میں آپ کو باضابطہ مدرسہ کا سرپرست (رکن شوریٰ) تجویز کیا، پھر ۱۲/جمادیٰ الثانیہ سنہ ۱۴۰۵ھ،مطابق ۵/ مارچ ۱۹۸۵ء کو مجلس نے جب مدرسہ کے دستور کا باقاعدہ رجسٹریشن کرانا منظور کیا؛ آپ کو مدرسہ کا سکریٹری نامزد کیا گیا،جس کی سرکاری طور پر منظوری ۱۳/۳/ ۸۷ء کو عمل میں آئی ،متواتر پانچ سال تک اس عہدۂ جلیلہ پر فائز رہ کر آپ مدرسہ کی خدمت انجام دیتے رہے، تاآں کہ ماہ شوال سنہ ۱۴۱۳ھ ، مارچ ۱۹۹۳ء میں خود سے مستعفی ہوئے ، یہ بڑے مشکل حالات تھے،آپ کی عزت وجاہ کو خاک میں ملانے کی ہر ممکن کوشش کی گئی،بعض بڑے اور مخلص بزرگوں نے آپ کو شروع ہی سے مدرسہ کے نزاعات سے علیٰحدگی اور کنارہ کشی کا مشورہ دیا؛ لیکن آپ نے صرف

اورصرف اخلاص وللّٰہیت کی بناء پر ادارہ کے بقاء ، تحفظ اور ترقی کی خاطر اپنے کو اس جوکھم میں ڈالا ،اور حالات درست ہونے کے بعد اپنے آپ کو عہدہ سے الگ فرمالیا، اورصرف سرپرستی کی حدتک اپنے کو محدود رکھا،اس کے بعد بھی اپنے متعلقین کو ادارہ کے تعاون اور خدمت کی جانب برابر متوجہ فرماتے رہے، اگر خدانخواستہ کوئی ذاتی یا مادی غرض مقصود ہوتی تو مکمل قابو یافتہ ہونے کے بعد عہدہ سے ہرگز علیحدہ نہ ہوتے۔

اسی طرح سنہ ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۰۰۷ء میں آپ کو ام المدارس دار العلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کا رکن منتخب کیا گیا،جس کو آپ نے جب تک کہ معذوری سے دو چار نہیں ہوئے،بحسن وخوبی نبھایا،اور تادم واپسیں آپ دونوں عظیم مراکز علمی کے رکن رہے،اس کے علاوہ بھی آپ بہت سے اہم مدارس ومعاہد کے سرپرست رہے۔

تصنیف وتالیف: ہمارے حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ بذاتِ خود تصنیف نہیں فرماتے تھے،لیکن امت کی فلاح و بہبود کے پیش نظر اپنے متعلقین سے وقتاً فوقتاً لکھواتے ضرور تھے، اور بہت کچھ لکھوا ڈالا جو ان شاء اللہ، اللہ پاک کے یہاں حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ کی حسنات اور نامۂ اعمال میں درج ہوگا۔

ناچیز راقم الحروف کو شوال سنہ ۱۴۱۶ھ میں مظاہرعلوم میں شعبہ تخصص فی الحدیث کی خدمت پر مامور کیا گیا،عم بزرگوار حضرت مولانا زین العابدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی میں بندہ نے کام شروع کردیا، بیعت وارادت کا تعلق بھی ان ہی سے تھا، چنانچہ آپ کے ہمراہ حضر پیر صاحب رحمہ اللہ کی صبح وشام کی مجلسوں میں حاضری بھی ہونے لگی، حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ نے اپنی نظر شفقت سے بندہ کو بہت قریب کرلیا، کسی کتاب کا مقدمہ، کسی کو طویل خط، یا کسی موضوع پر مستقل کچھ لکھوانے کا تقاضا ہوتا تو ناچیز راقم الحروف کو لکھنے کا حکم فرماتے اوراہم مندرجات زبانی بتلادیتے ، بندہ اپنی بساط کے موافق مرتب انداز میں لکھ کر پیش کردیتا، پھر سنہ ۱۴۲۱ھ

میں بندہ دارالعلوم دیوبند منتقل ہوگیا، اس کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا، اس طرح متعدد مضامین آپ کی جانب سے لکھے ہوئے جمع ہو گئے، جن میں بہت سے احقر کے پاس محفوظ بھی ہیں، اسی طرح دیگر حضرات علماء سے بھی حضرت نے متعدد کتابیں لکھوائی ہیں، خاص خاص کچھ کام ذیل میں پیش کیے جارہے ہیں:

۱- حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ کے دل میں اپنے دادے ابا حضرت مولانا محمد یحیٰی صاحب کی سوانح عمری لکھوانے کا شدید داعیہ پیدا ہوا؛ کیوں کہ حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی شخصیت سازی میں فضل خداوندی کے بعد ان کا ہی اصل کردار رہا ہے، اس کے لئے انھوں نے علاقہ کے ایک باصلاحیت نوجوان عالم جناب مولانا محمد مسعود عزیزی ندوی زیدمجدہ سے فرمائش کی، مولانا نے اپنی سعادت مندی سمجھتے ہوئے ''سیرت مولانا محمد یحیٰی کاندھلوی'' تصنیف فرمائی، جو حضرت رحمہ اللہ کے مقدمہ کے ساتھ سنہ ۱۹۹۸ء میں مکتبہ یحیوی سے طبع ہوئی۔

۲- حضرت شیخ رحمہ اللہ کی آپ بیتی ایک کرشماتی کتاب ہے، اس میں شیخ کے ذاتی احوال وکوائف کم اور دوسرے بزرگوں کے حالات، ملفوظات، مکتوبات، علمی، تاریخی اور سلوکی مواد زیادہ ہے، اس کے جو ایڈیشن اب تک دستیاب تھے وہ کچھ اچھی کتابت وطباعت کے نہیں تھے، حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ کی خواہش تھی کہ آپ بیتی عمدہ کتابت اور دیدہ زیب طباعت کے ساتھ منظر عام پر آجائے، چنانچہ مولوی نسیم قاسمی سیتاپوری جو اچھے خوش نویس ہیں ان سے کتابت کروائی گئی، حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ نے بندہ کو تصحیح پر مامور فرمادیا، اور مفتی ناصر علی سیتاپوری زیدمجدہ کو تصحیح کے کام میں معاونت پر مامور فرمایا جو اس وقت مدرسہ مظاہر علوم میں زیر تعلیم تھے، حضرت کی غیر معمولی دلچسپی اور کتاب کی موسوعی شان کو دیکھتے ہوئے بندہ نے اضافی خدمت کے طور پر مختلف انداز سے اس کی تفصیلی فہرست بھی بنادی، جس میں محنت تو ضرور لگی مگر کتاب

کے مشمولات سے استفادہ بہت آسان ہوگیا، اور شیخ رحمہ اللہ کے منتسبین میں بہ نظر استحسان دیکھی گئی، یہ کام بھی حضرت رحمۃ اللہ کی برکات وحسنات کی اہم کڑی ہے۔

۳- خانوادۂ مدنی سے خانوادۂ شیخ الحدیث کے جو گہرے تعلقات تھے وہ علمی ودینی حلقوں میں معروف ہیں، حضرت فدائے ملت مولانا سید اسعد مدنی رحمہ اللہ کی وفات کے بعد ان کی ''شخصیت وخدمات'' پر ایک معیاری سیمینار منعقد ہوا، حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ نے بندہ کو کچھ خاص خاص نکات بتا کر فرمایا کہ میری طرف سے ایک مضمون لکھ دے، چنانچہ احقر نے حضرت کے بتائے ہوئے مواد کو مرتب کرکے ''حضرت مولانا سید اسعد مدنی میرے والدؒ کی نظر میں'' کے عنوان سے ایک مقالہ لکھ دیا جو سیمینار میں پیش کیا گیا اور پسند بھی کیا گیا۔

۴- حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی مقبول ترین اور نافع ترین کتاب ''فضائل اعمال'' جو تبلیغی نصاب کی حیثیت رکھتی ہے، یہ کتاب متعدد رسائل پر مبنی ہے، جن میں سے بعض تو حضرت جی مولانا الیاس رحمہ اللہ، بعض حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحب رحمہ اللہ اور بعض شاہ یٰسین نگینوی رحمہ اللہ کی فرمائش پر لکھے گئے ہیں، ان رسائل کو حضرت جی مولانا یوسف رحمہ اللہ نے دعوت وتبلیغ میں نکلنے والے احباب کی تربیت کے لئے بطور نصاب تجویز فرمایا ہے، چنانچہ اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:

> حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کی تالیف فرمودہ فضائل قرآن مجید، فضائل نماز، فضائل تبلیغ، فضائل ذکر، فضائل صدقات حصہ اول ودوم، فضائل رمضان، فضائل حج (ایام حج اور رمضان میں) اور مولانا احتشام الحسن صاحب کاندھلوی کی ''مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج'' صرف یہ کتابیں ہیں جن کو اجتماعی تعلیم میں پڑھنا اور سننا ہے'' اھ۔ (ملاحظہ ہو: الفرقان لکھنؤ کا حضرت جی نمبر بنام ''تذکرہ حضرت جی'' ص ۱۰۲)

حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ نے احقر راقم الحروف کو حکم دیا کہ ''فضائل اعمال'' کی اہمیت وافادیت پر مشتمل ایک مضمون لکھ دے جسے مخصوص ذمہ دارانِ تبلیغ کے پاس بھیجا جائے تاکہ تبلیغی حلقوں میں اس کتاب کی اب تک جو حیثیت رہی ہے اس کے باقی رکھنے کی جانب وہ توجہ دیں، پھر اس مضمون کو جو کہ ایک طویل خط کی شکل میں تھا حضرت نے اپنے دستخط سے متعدد حضرات اعیانِ تبلیغ کو بھیجا بھی، یہ مضمون حضرات علماء کرام، اور قابلِ قدر ذمہ داران تبلیغ کے لئے ایک خاصی توجہ طلب چیز ہے۔

مدارس میں مجالسِ ذکر کی تحریک: چوں کہ ہمارے حضرت رحمہ اللہ اپنے والد نور اللہ مرقدہ کے نقشِ قدم پر چلتے تھے، اور شیخ رحمہ اللہ پر آخری دورِ حیات میں مدارس اسلامیہ میں با قاعدہ مجالس ذکر قائم کرانے کا شدید داعیہ پیدا ہوا، اور اس کے لئے انھون نے ہندو پاک کے مرکزی مدارس کے ذمہ داران کو ترغیبی خطوط بھی لکھے، اور ان خطوط میں اس تعلق سے پیدا شدہ علمی اشکالات کے تشفی بخش جوابات بھی تھے، ہمارے حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ کے دل کو بھی یہ بات لگی ہوئی تھی، اس لئے آپ نے بھی اس کو تحریک کے طور پر اختیار فرمایا، چنانچہ حضرت شیخ رحمہ اللہ کے مذکورہ بالا خطوط کو کتابچہ کی شکل میں شائع کراکے آپ نے مدارس کے ذمہ داران، علماء اور سرکردہ شخصیات کو خوب بھجوائے، اور زبانی بھی ترغیب دیتے رہتے تھے، اس سلسلہ میں آپ کی دلی تڑپ ولگن کا اندازہ ان سطور سے بخوبی ہوگا جو انھوں نے کتابچہ کے پیش لفظ میں تحریر فرمائی ہیں، چنانچہ مدارس پر منڈلانے والے بیرونی فتنوں اور آئے دن کے پیش آنے والے اندرون خلفشاروں کا ذکر کرکے فرماتے ہیں:

''اس وقت مدارس کی عمومی صورتِ حال پھر اس کی متقاضی ہے کہ حضرت شیخ رحمہ اللہ کی مذکورہ بالا تجویز پر پورے اہتمام سے عمل کیا جائے، اور مدارس میں مجالس ذکر قائم کی جائیں، اسی مقصد سے یہ

سلسلۂ مکاتبت شائع کیا جارہا ہے، اس سلسلۂ مکاتبت میں اس اشکال کا تشفی بخش حل بھی موجود ہے جو عام طور سے علماء کرام کو پیش آتا رہتا ہے کہ مدارس میں تو قرآن کریم کی مختلف انداز سے تعلیم ہوتی ہی ہے، ان کی فضائیں شب وروز اللہ تعالیٰ کے پاک نام سے گونجتی رہتی ہیں تو پھر الگ سے با قاعدہ خانقاہی نظام کے تحت مجالسِ ذکر کے انعقاد کی کیا ضرورت؟ بلکہ بعض حضرات کو یہ کام مقصدِ قیام مدارس کے منافی معلوم ہوتا ہے۔ ہمارے دل کی یہ ایک آواز ہے جو اس امید پر لگائی جارہی ہے کہ: ''شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات''

قیامِ مکاتب کی تحریک: ہمارے حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ کو قیام مکاتب سے نہ صرف دلچسپی، بل کہ ایک دُھن سی تھی، اور یہ چیز انھیں حضرت والد صاحب رحمہ اللہ کی ترغیب سے حاصل ہوئی تھی، چنانچہ خود فرماتے ہیں:

''حضرت والد صاحب نور اللہ مرقدہ کو بندہ کے بارے میں یہ حسن ظن تھا کہ مکاتب قرآنیہ سے اس کو لگاؤ ہے، اسی وجہ سے بعض مواقع پر حضرتؒ نے بعض مکاتب کی سرپرستی خود طے فرمائی، اور بعض مکاتب والوں نے بندہ کے ذمہ سرپرستی کی تو اس کو حضرت نے تصویب کے ساتھ بنظر استحسان دیکھا''۔ (حضرت شیخ اوران کے خلفاء۲/۱۰۶)

پھر تو حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ نے قیام مکاتب کو ایک مہم بنالیا، مدارس کے ذمہ داروں کو اس مضمون کے خطوط لکھے کہ عام مسلمانوں میں دین کے موٹے موٹے احکام سے ناواقفیت اور بیرونی طاقتوں کی سازشوں سے دین بیزاری کا ماحول بنتا جارہا ہے، لوگ ارتداد، یا گمراہ اسلامی فرقوں کی زد میں آتے جارہے ہیں، اس کا مقابلہ اگر کیا جاسکتا ہے تو گلی گلی، کوچے کوچے صباحی مسائی مکاتب کے بکثرت قیام سے کیا جاسکتا ہے، علاقوں کے بڑے اور مرکزی مدارس اپنے مدرسہ میں قیام مکاتب کا با قاعدہ شعبہ

قائم کریں، چنانچہ حضرت چوں کہ دونوں مرکزی اداروں دارالعلوم دیوبند، اور مظاہر علوم سہارن پور کے ممبر شوریٰ تھے، اس لئے زور دے کر دونوں جگہ باقاعدہ قیام مکاتب کا شعبہ قائم کرایا، اور الحمدللہ دونوں اداروں میں یہ شعبہ مسلسل سرگرمِ عمل ہے، اور دونوں اداروں کی جانب سے ایسی جگہ جہاں مسلمان اقتصادی و دینی اعتبار سے کمزور ہیں باقاعدہ مکاتب کے قیام، ان کے سرپرستی و دیکھ ریکھ کا کام جاری ہے۔

اسی طرح حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ اپنے پاس آنے والے مہمانوں میں سے جس کسی کو اس لائق سمجھتے یا جو مہمان کسی ایسی جگہ کے ہوتے جہاں سے ارتداد، یا فرق باطلہ کی سرگرمیوں کا آپ کو علم ہوتا؛ انھیں خاص طور سے مکاتبِ دینیہ کے قیام کی تاکید فرماتے تھے، اس سلسلہ میں حضرتؒ کی دلی تڑپ، کڑھن اور بے تابی کا اندازہ کرنے کے لئے رسالہ ''مکاتب دینیہ کی اہمیت'' کا مطالعہ کیا جائے۔

علالت ووفات: تقریباً سات مہینے پہلے ۹/ دسمبر ۲۰۱۸ عیسوی مطابق یکم ربیع الثانی ۱۴۴۰ھ کو حضرت عمرہ کے سفر پر تشریف لے گئے، خدام میں سے برادرم مولانا محمود رومی اور برادرم جناب مولانا محمد اویس گجراتی صاحبان ساتھ تھے، جہاز میں طبیعت خراب ہونی شروع ہوگئی تھی، کچھ ہلکا سا ہارٹ اٹیک تھا، مکہ معظّمہ پہونچ کر مستشفی ''النور'' میں داخل کرائے گئے، اور سات روز میں الحمدللہ طبیعت معمول پر آگئی، اور ہسپتال سے چھٹی مل گئی، سات روز کعکیہ میں اپنے عزیز جناب مولانا حشیم صاحب کے مکان پر قیام فرمایا، پھر ساتویں روز اچانک فالج کا حملہ ہوا جس کی وجہ سے داہنا پہلو مکمل طور سے متاثر ہوگیا تھا، اور غشی کی سی کیفیت میں دوبارہ اسی ''النور'' ہاسپٹل میں داخل کرائے گئے، طبیعت میں کچھ بہتری آئی تو ڈاکٹر کے مشورہ سے مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً و کرامۃ لے جائے گئے، مدینہ منورہ میں جناب مولانا محمد لقمان مکی صاحب خواہر زادہ حضرت مولانا ملک عبدالحفیظ مکیؒ کے مکان پر قیام ہوا، ساتھ آئے ہوئے

دونوں خدام کے علاوہ مولانا لقمان، مولانا ملک عبدالوحید مدنی برادر ملک عبدالحفیظ مکیؒ، جناب مولوی ہیثم مکی صاحبان وغیرہ حضرات خدمت میں لگے رہے، اور الحمدللہ مدینہ منورہ کی پاک فضاء نے حضرت کی صحت یابی میں کافی اثر کیا، اور تقریباً دو ہفتے میں حضرت اس لائق ہوگئے کہ روضۂ اقدس پر صلاۃ وسلام کے لئے حاضری کی ہمت ہوگئی، اور پھر وقتاً فوقتاً حاضری اور نماز کے لئے حرم شریف جانے کا سلسلہ شروع ہوگیا اور دھیمی رفتار سے ہی سہی طبیعت روبہ صحت رہی۔

فالج کی وجہ سے خود تو حس وحرکت سے معذوری تھی، ہاتھ پاؤں میں حرکت بہت مشکل سے ہو پاتی تھی، بولنا بھی موقوف ہوگیا تھا، زبان سے سلام کا جواب دیتے بل کہ کچھ نہ کچھ فرماتے بھی تھے، مگر بہت قریب کان لگانے اور غور کرنے پر ہی کچھ کچھ سمجھ میں آتا تھا، اور اسی حال میں غالباً ۲۶/ اپریل ۲۰۱۹ء کو ہندوستان واپسی ہوئی، خدام، متوسلین اور متعلقین حضرات حسب سہولت حاضری دیتے رہے۔

بندہ راقم سطور امتحان سالانہ کی ذمہ داریوں اور مصروفیات کی وجہ سے فوری طور پر حاضر نہ ہوسکا، ایک ہفتہ بعد حاضر خدمت ہوا، اس سال چوں کہ احقر کا مکمل رمضان المبارک آمبور (مدراس) میں گذارنا طے تھا کیوں کہ وہاں حضرت کے ارشاد کے مطابق ذکر کا نیا سلسلہ شروع ہونا تھا، اس لئے سفر میں روانہ ہونے سے پہلے حضرت رحمہ اللہ کی خدمت میں ۲/ مئی، مطابق ۲۷/ شعبان جمعرات کو حاضر ہوا، ملاقات ومصافحہ کے دوران اچھی طرح دیکھا اور پہچانا بھی، پھر احقر نے اپنے پروگرام سے مطلع فرمایا تو مسرت کا اظہار فرمایا اور دعاؤں سے نوازا، آواز تو نہیں آئی مگر زبان کی حرکت سے واضح طور پر محسوس ہوا، الحمدللہ حضرتؒ کی دعا وتوجہ کے اثرات بین طور پر پورے ماہِ مبارک میں محسوس ہوتے رہے۔

اس سال رمضان المبارک میں حضرت کی معذوری کی وجہ سے خانقاہ میں

موجودگی ظاہری طور پر بہت کم رہی، تاہم آپ کی باطنی توجہات، دعائیں اور نفحاتِ طیبہ تشنہ کامانِ معرفت کے لئے آبِ زلال سے کم نہیں تھیں۔

۲۳/ جولائی سنہ ۲۰۱۹ء کو طبیعت زیادہ خراب ہونے کی وجہ سے آنند ہاسپٹل میرٹھ کے سخت نگہداشت والے شعبہ آئی سی یو میں داخل کیے گئے، تنفس کی وجہ سے تکلیف زیادہ تھی، ۲۵/ جولائی تا ۲/ اگست مسلسل بے ہوشی رہی، اسی دوران احقر راقم سطور اور جناب مولانا نیاز الدین اصلاحی بھی عیادت کے لئے حاضر ہوئے، بل کہ اسی دن مفتی محمود صاحب بلند شہری اور حضرت مولانا سید محمد شاہد صاحب مدظلہ بھی تشریف لے گئے تھے، آٹھ دن بعد ہوش آیا، تنفس کی وجہ سے تکلیف بڑھ گئی تھی، ڈاکٹروں نے وینٹی لیٹر لگادیا، جو ۸/ تاریخ کو طبیعت کی بہتری دیکھتے ہوئے نکال دیا گیا، ۹ تا ۱۱ تین روز طبیعت اچھی رہی۔

اورآج ۱۲/ اگست سنہ ۲۰۱۹عیسوی اور ۱۰/ ذی الحجہ سنہ ۱۴۴۰ھ عیدالاضحیٰ کی صبح ہے، سعادت مند خدام جنہوں نے اپنی بے پناہ محبت وفنائیت کی بنا پر، ذاتی تقاضوں کو قربان کرکے اپنے آپ کو حضرت رحمہ اللہ کی خدمت کے لئے وقف کردیا تھا، عزیزان جناب مولانا اویس گجراتی، مولانا محمود رومی حفید حضرت مولانا عبدالحلیم جونپوری رحمہ اللہ، مفتی اسحاق راندیری اور مولوی ہیثم بن مولانا طاہر مکی، چاروں نمازِ عید کی تیاری کرکے حاضرِ خدمت ہوئے، حضرت کافی ہشاش بشاش نظر آرہے تھے، ایسا لگتا تھا کہ آج حضرت کی عید سے بڑھ کر بھی کوئی عید ہونے والی ہے، خدام نے اجازت چاہی اور نماز عید کی ادائیگی کے لئے روانہ ہوگئے، میرٹھ کے متوسلین ومتعلقین میں سے بھائی ارشد وغیرہ نے ان احباب کی ضیافت کا نظم کررکھا تھا، چنانچہ یہ لوگ فارغ ہوکر تقریباً ایک بجے واپس ہوئے، اور حضرت کی زیارت کرکے تین ساتھی تو قیلولہ کی نیت سے اپنے کمرے میں چلے گئے، مفتی اسحاق وہیں ٹھہر گئے، تھوڑی ہی دیر

میں مفتی اسحاق نے دیگر ساتھیوں کو فون کرکے بلالیا کہ حضرت کی طبیعت گر رہی ہے، بھاگتے ہوئے سب آگئے، مولوی اویس اور مولوی اسحاق میں سے ایک نے سورۂ یٰسٓ پڑھنی شروع کردی، دوسرے نے سورۂ رحمٰن، اور مولوی محمود نے ذکر بالجہر شروع کردیا، اُدھر سورۂ یٰس ورحمٰن پوری ہوئیں اور اِدھر طائر روح اپنے قفسِ عنصری سے پرواز کرگیا، إنا لله وإنا إليه راجعون ۔

جی ہاں آج کے دن لوگ تو جانوروں کی قربانی پیش کرکے اپنے رب کے حضور عشق وفنائیت کا مظاہرہ کررہے ہیں، اور ایک عاشق شیدا بے تابانہ طور پر اپنی روح کا ہی نذرانہ اپنے محبوب پر نچھاور کرکے ہمیشہ کا سکون حاصل کررہا ہے۔ چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے جان نثار خدام اور نہ جانے کتنے مسترشدین ومتوسلین کو داغِ مفارقت دے کر آپ راہی ملک بقاء ہوگئے، اور خدام غالب کے اس شعر کی تصویر بنے تکتے رہ گئے:

جاتے ہوئے کہتے ہیں قیامت میں ملیں گے
کیا خوب! قیامت کا بھی ہوگا کوئی دن اور؟

رحمه اللّٰه رحمةً واسعةً، وأنزله بحبوحة جنته، وأكرم نزله ووسع مدخله مع النبيين والصديقين والشهداء والصالحين، وحسن أولئك رفيقا، آمين۔

اللہ تعالیٰ ہمارے ان دوستوں کو جنھوں نے شب وروز حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ہر طرح سے خدمت انجام دی؛ جملہ برادرانِ طریقت اور حضرت کے متوسلین واعزاء کی جانب سے دونوں جہان میں بہترین بدلہ مرحمت فرمائے، ان خدام میں حضرت کے ایک دیرینہ خادم جناب مولانا جمال الدین چمپارنی، اور گجرات سے تعلق رکھنے والے مفتی فرید بن یونس دیولوی، مولوی مجاہدالاسلام، اور مفتی محمد ناصر علی سیتاپوری بھی ہیں جو اگرچہ وفات کے وقت موجود نہیں تھے، مگر ان کی عرصۂ دراز کی خدمات انتہائی قابل قدر

ہیں، اللہ تعالیٰ ان جملہ خدام کی خدمتوں کو قبول فرمائے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے فیضِ روحانی سے انھیں مالا مال فرمائے ان کے ذریعہ حضرت کا سلسلہ دوررس اور دیرپا بنائے کہ دن رات ایک کر کے انھوں نے نہ صرف خدمت کی، بل کہ خدمت کا حق ادا کر دیا۔

نماز جنازہ کے سلسلہ میں حضرت مولانا سید محمد عاقل صاحب، حضرت مولانا سید محمد سلمان صاحب، حضرت مولانا سید محمد شاہد صاحب اور بھائی خالد منیار صاحب وغیرہ کے مشورہ سے طے پایا کہ چوں کہ لوگ دور دور سے آنے کی کوشش کریں گے اور تدفین میں جلدی کرنے کا حکم شرعی ہے اس لئے رات میں ہی گیارہ بجے جنازے کی نماز ہو اور اسی وقت تدفین عمل میں آجائے۔

حضرت کی میت عصر کے قریب میرٹھ سے کچے گھر پہونچ گئی، غسل کی تیاری ہوئی، غسل میں حضرت مولانا محمد سلمان صاحب مدظلہ، مولانا محمد شاہد صاحب مدظلہ، ودیگر اعزاء واقارب، نیز حضرت مولانا مفتی مقصود صاحب مدظلہ، جناب مفتی محمد شعیب صاحب، بھائی خالد منیار صاحب اور حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خدام جو موقع پر موجود تھے، راقم الحروف اور مولانا نیاز الدین اصلاحی صاحب بھی پہونچ گئے تھے، مغرب سے پہلے جنازہ مدرسہ مظاہر علوم کی زکریا منزل پہونچا دیا گیا، جہاں ہزاروں عقیدت مندوں نے قطار میں لگ کر آخری دیدار کیا، یہ سلسلہ دس بجے تک چلتا رہا، پھر حاجی شاہ کمال کے وسیع وعریض میدان میں نماز جنازہ کے لئے پہونچا دیا گیا۔

خانوادۂ مدنی سے پشتینی گہرے تعلق کی بنا پر تینوں مذکورہ حضرات اکابر کا مشورہ ہوا کہ جنازہ کی نماز حضرت مولانا سید ارشد صاحب مدنی پڑھائیں، کیوں کہ حضرت شیخ الاسلام نور اللہ مرقدہ کے جنازے کی نماز حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے پڑھائی تھی، حضرت فدائے ملت مولانا سید اسعد مدنی رحمہ اللہ کی نماز جنازہ حضرت پیر

صاحب رحمہ اللہ نے پڑھائی تھی، اور حضرت مولانا سید ارشد مدنی دامت برکاتہم سے حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ کو خصوصی لگاؤ بھی تھا۔

گیارہ بجے جنازے کی نماز ہوئی، عید الاضحیٰ کا دن، لوگ قربانیوں کے لوازمات میں مصروف، اگلے روز بھی جا کر قربانیاں دینی ہیں، مدارس اسلامیہ کی تعطیل ہے، طلبہ وکارکنان اپنے اپنے وطن گئے ہوئے ہیں، اس کے باجود شہر واطراف بل کہ دور دور سے اتنی کثیر تعداد میں مجمع اکٹھا ہو گیا کہ قبرستان حاجی شاہ کمال کی آخری مغربی دیوار کے پاس جنازہ رکھا گیا اور پورا میدان بھر کر باہر سڑک پر دور تک صفیں لگ گئیں، یہ عند اللہ مقبولیت کی علامت ہے۔

نماز جنازہ کے بعد آپ کے دادے ابا حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ کے پہلو میں تدفین عمل میں آئی، جہاں اکابر مظاہر علوم میں حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب سابق ناظم مدرسہ، حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب سابق ناظم مدرسہ، اور حضرت مولانا محمد یونس صاحب جون پوری وغیرہ رحمہم اللہ کی بھی قبریں ہیں۔ ع:

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

ہمارے دوست جناب مولانا نوشاد رمضان معروفی صاحب نے حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ کی وفات پر متعدد مادہائے تاریخ نکالے ہیں، ان میں سے دو مادّے یہ ہیں: (۱) ''ولی زمانہ پیر طلحہ روشن ضمیر'' (۲۰۱۹ء)۔ (۲) ''طلحہ حمید مغفور'' (۱۴۴۰ھ)

عبد اللہ معروفی غفرلہ
خادم تدریس شعبہ تخصص فی الحدیث
دار العلوم دیوبند
۲۷/ذی الحجہ سنہ ۱۴۴۰ھ، ۲۹/اگست سنہ ۲۰۱۹ء

حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ کے وصال کے بعد متوسلین و منتسبین کے لئے لائحۂ عمل

اور

فہرست خلفاء و مجازین

از مفتی فرید بن یونس دیولوی

باسمہ تعالیٰ شانہ

نحمده ونصلي علىٰ رسوله الكريم، وعلى آله وصحبه أجمعين،وبعد! قال الله تعالى: وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشَّاكِرِيْنَ . وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتَابًا مُؤَجَّلًا وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الْآخِرَةِ نُؤْتِهِ مِنْهَا وَسَنَجْزِى الشَّاكِرِيْنَ (آل عمران آیت:۱۴۴،۱۴۵)

آہ !سیدی ومرشدی حضرت اقدس، پیر مطلق ،مولانا محمد طلحہ صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً ،ہم جیسے سیکڑوں،ہزاروں بل کہ لاکھوں مریدین ، متوسلین اور عقیدت مندوں کو روتے سسکتے اور تشنہ لب و پریشاں حال چھوڑ کے مورخہ ۱۰/ ذی الحجہ سنہ ۱۴۴۰ھ بروز پیر اپنے محبوب حقیقی سے جا ملے،اے مالک دارین! ہمارے حضرت کی مغفرت فرما کر اپنی شایانِ شان جنت الفردوس میں مراتب عالیہ سے سرفراز فرما، آمین۔

افسوس! حیات مبارکہ میں ہم نے آپ کی وہ قدر نہیں کی جس کے آپ مستحق تھے، اور اپنی نالائقی سے وہ اکتسابِ فیض نہیں کر سکے جس کا اللہ نے ہمیں زریں موقع عنایت فرمایا تھا، یہ حقیر جب بھی وطن واپسی کا ارادہ کرتا تو فرماتے: بھائی مدرسہ کی خدمت اور پڑھنے پڑھانے کا موقع ان شاء اللہ ہمارے بعد بھی ملے گا مگر ہم کہاں ملیں گے! اور بزبانِ حال یہ شعر پڑھتے ہوئے رخصت کرتے:

بہت روئیں گے کر کے یاد اہل مے کدہ مجھ کو
شراب دردِ دل پی کر ہمارے جام و مینا سے

تاہم اس میں شبہ نہیں کہ برادرانِ طریقت میں سے بہت سوں نے اس چشمۂ صافی سے خوب خوب سیرابی حاصل کی، اور کئی ایک کو اللہ تعالیٰ نے فنائیت کا شرف عطا فرمایا اور ان میں بعض سعادت مندوں نے زندگی کی آخری سانس تک خصوصاً معذوری کے ایام میں ٹوٹ کر حضرت والا رحمہ اللہ کی ہر طرح سے خدمت انجام دی، اللہ تعالیٰ ان دوستوں کو جملہ برادرانِ طریقت کی جانب سے دونوں جہان میں بہترین بدلہ عنایت فرمائے، اور حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ کے فیوض و برکات سے خوب خوب مالا مال فرمائے آمین۔

اس وقت مقصد تحریر حضرت رحمہ اللہ کے خلفاء و مجازین کی فہرست پیش کرنا ہے، یہ حضرت رحمہ اللہ کی ایک امانت ہے جسے اس کے مستحق تک پہونچانا اس حقیر کی ذمہ داری ہے، کیوں کہ حضرت علیہ الرحمۃ نے اِس حقیر کو خلفاء و مجازین کے ناموں کے اندراج اور ان کی حفاظت پر مامور کر رکھا تھا، اس کے ساتھ ہی ''ہمیں کیا کرنا چاہئے'' کے حوالے سے چند گذارشات برادرانِ طریقت کی خدمت میں عرض کرنی ہیں، اللہ تعالیٰ ہم جملہ پس ماندگان کو صبر و استقامت نصیب فرمائے۔

۱-اس میں شبہ نہیں کہ ہمارے پیر و مرشد کو اپنے والد و شیخ حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا قدس سرہ سے نسبت تامہ بل کہ نسبتِ اتحادی حاصل تھی، ہمہ وقت تصورِ شیخ پھر تعلق مع اللہ کی کیفیت سے سرشار رہتے تھے، اور حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ کے معرفت و نسبت کا سب کچھ سرمایہ حضرت شیخ زکریا نور اللہ مرقدہ کی جانب سے دی گئی سلوک و تزکیہ کے سلسلہ کی ہدایات تھیں۔

اس لئے حضرت پیر صاحب سے تعلق رکھنے والے جملہ مریدین اور خلفاء کو خاص طور سے ادھر کچھ دنوں تک وقتاً فوقتاً ''حضرت شیخ الحدیث مولا محمد زکریا قدس سرہ کے وصال کے بعد'' نامی رسالہ مؤلفہ صوفی اقبال رحمہ اللہ، مطالعہ میں رکھنا چاہئے، اسی

رسالہ کی روشنی میں کچھ خاص نکات یہاں بھی پیش کیے جا رہے ہیں جو ان شاء اللہ حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ کے وصال کے بعد حضرتؒ کے مریدین و متوسلین کی تربیت و جمعیت خاطر کے سلسلہ میں سنگ میل ثابت ہوں گے۔

۲-حضرت شیخ قدس سرہ اپنی حیات مبارکہ کے آخر میں سالکین کے لئے عمومی نصیحت کے طور پر یہ باتیں فرمایا کرتے تھے جو ہمارے پیر صاحب رحمہ اللہ کی جانب سے بھی اپنے متعلقین کے لئے عمومی نصائح کا درجہ رکھتی ہیں:

(الف) میری (حضرت شیخ زکریا رحمہ اللہ کی) اردو کتابیں خصوصاً فضائل کے رسالے، اسلامی سیاست، (اور آپ بیتی) وغیرہ کثرت سے مطالعہ میں رکھی جائیں۔

(ب) بیعت ہونے والوں کے لئے معمولات کا جو پرچہ چھپا ہوا ہے جس کے پندرہ نمبر ہیں، اس پر پابندی کی تمام مریدین کو حضرت رحمہ اللہ کی جانب سے وصیت ہے۔

(ج) جن لوگوں نے ذکر شروع کر دیا ہو انھیں پابندیٔ ذکر کی بہت تاکید فرماتے تھے، فرماتے تھے دیر سے شروع کرنے میں مضایقہ نہیں مگر شروع کرنے کے بعد ناغہ یا بالکل چھوڑ دینا بہت نقصان دہ ہے، اور حضرت کا یہ فقرہ بہت مشہور ہے کہ ''معمولات کی پابندی ترقی کا زینہ ہے''۔

(د) خصوصی خدام کے متعلق تو خاص طور سے تاکیدی وصیت بل کہ آرزو اور تمنا یہ تھی کہ: ''میرے دوست کثرت سے ذکر اللہ میں مشغول رہا کریں، اور کوئی وقت بے کار نہ گذاریں۔

(ہ) ہمارے حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ کو مکاتب کے قیام سے حد درجہ دلچسپی تھی، مدارس کے ذمہ داروں سے اکثر کہتے کہ اپنے مدرسہ میں قیام مکاتب کا شعبہ

قائم کیجئے، اسی طرح آنے والے مہمانوں میں سے جس کسی سے توقع ہوتی یا جو مہمان کسی ایسی جگہ کے ہوتے جہاں سے ارتداد، یا فرق باطلہ کی سرگرمیوں کا حضرت کو علم ہوتا؛ انھیں خاص طور سے مکاتبِ دینیہ کے قیام کی تاکید فرماتے تھے، اس سلسلہ میں حضرتؒ کی دلی تڑپ اور بے تابی کا اندازہ کرنے کے لئے رسالہ ''مکاتب دینیہ کی اہمیت'' کا مطالعہ کیا جائے۔

چنانچہ کسی بھی درجہ میں حضرتؒ سے تعلق والوں کی جانب سے حضرت کو بہترین خراجِ عقیدت وایصال ثواب یہ ہوگا کہ مکاتب کے قیام، ان کی ترقی اور ان کے نظام کو فعال بنانے کو مہم کے طور پر اپنا لیا جائے، جس سے ان شاء اللہ حضرت رحمہ اللہ کی روح کو تسکین ہوگی، اور کرنے والوں کی جانب حضرت رحمہ اللہ کی روحانی توجہ مبذول ہوگی، اور ان شاء اللہ یہ عمل دارین کی ترقی کا زینہ وذریعہ ثابت ہوگا۔

۳- حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ سے تعلق رکھنے والوں کی مجموعی طور سے سات قسمیں ہیں:

(۱) وہ حضرات جو حضرت رحمہ اللہ سے عقیدت ومحبت رکھتے ہیں لیکن وہ ابھی تک حضرت یا کسی اور بزرگ سے بیعت نہیں ہوئے، اور اب حضرت کے سلسلہ وفیوض سے بہرہ ور ہونا چاہتے ہیں۔

اس طرح کے حضرات سے عرض ہے کہ گو بزرگوں سے محبت وعقیدت بڑی نعمت ہے، لیکن اصل فائدہ ان سے مربوط ہو کر کچھ کرنے میں ہے، سبب کے درجہ میں روحانی فائدہ کا حصول کسی شیخ سے باضابطہ اصلاحی تعلق قائم کر کے ان کے بتائے ہوئے طریقہ پر عمل پیرا ہونے میں ہے، مشائخ حقہ میں سے جس کسی سے مناسبت ہو ان سے بیعت کا تعلق قائم کرلیں، ان شاء اللہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے محبت وعقیدت کا تقاضا پورا ہو جائے گا، چوں کہ حضرت سے مناسبت وعقیدت تھی اس لئے حضرت ہی کے مجازین

میں سے کسی سے، یا سلسلہ عالیہ چشتیہ کے مشائخ جنہیں اتباع شریعت وسنت میں رسوخ حاصل ہو ان میں سے کسی سے تعلق قائم کرنے میں زیادہ فائدہ کی امید ہے۔

(۲) وہ حضرات جو مختلف مقامات پر بڑے مجمعوں کے ساتھ عمومی طور سے حضرت سے بیعت ہوئے، اور انھوں نے اپنی اصلاح وتربیت کا تعلق حضرت کے ارشاد کے مطابق حضرت کے کسی مجاز سے قائم کرلیا۔

جو حضرات حضرتؒ کے اشارے سے جس کسی سے تربیت وارشاد کا تعلق قائم کر چکے ہیں اب وہ ان ہی کو اپنا شیخ ومرشد تصور کریں، اور جنہوں نے ہنوز نہ کیا ہو وہ اپنی مناسبت کے مطابق جلد از جلد کسی سے رجوع ہو جائیں، اس کے لئے باضابطہ بیعت ہونا بھی ضروری نہیں ہے، رجوع ہونے کے بعد شیخ کے جملہ آداب واحکام مثلاً اتباع وانقیاد، توحید مطلب، اپنے حالات کی اطلاع وغیرہ کا پورا لحاظ رکھا جائے، اس سلسلہ کے آداب واحکام کے لئے رسالہ ''اکابر کا سلوک'' اور رسالہ ''فیض شیخ'' کا مطالعہ کیا جائے۔

(۳) وہ حضرات جو حضرت سے بیعت تو ہوئے اور اس کے بعد یا تو آگے کچھ کرنے کا ارادہ ہی نہیں کیا، یا کسی دینی کام میں مشغولی وانہماک کو ہی اس لائن (تصوف) میں ترقی کا ذریعہ سمجھ لیا۔ یا اپنے طور پر کوئی مشغلہ اور معمول تجویز کرلیا، یا اہل حق میں سے حضرت کے طرزِ تربیت کے علاوہ طرز کے کسی دوسرے بزرگ سے جوڑ کرلیا۔

اول الذکر جنھوں نے ارادہ ہی نہیں کیا ان کی خدمت میں عرض ہے کہ حضرت شیخ رحمہ اللہ (اسی طرح ہمارے حضرت پیر صاحبؒ بھی) اکثر بیعت کرنے کے بعد فرمایا کرتے تھے کہ: ''پیارو! بیعت ہونا کچھ کرنے کے لئے ہوتا ہے، محض نام کی چیز نہیں'' اس لئے ہمت سے کام لیں اور حضرتؒ کے سلسلہ یا مشائخ حقہ میں سے

ضرور کسی سے وابستہ ہو کر آگے عمل کرنا شروع کر دیں۔

ثانی الذکر حضرات سے عرض ہے کہ تصوف کا مقصد باضابطہ متعین اصولوں کے تحت مخصوص طرق کے ذریعہ نفس کے رذائل: کبر، ریا، کینہ، حسد وغیرہ کا ازالہ اور باطنی صفات حمیدہ: استحضارِ ذاتِ باری تعالیٰ، اخلاص، تواضع، زہد فی الدنیا، اور آخرت سے محبت وغیرہ کا حصول ہے، اپنے طور پر کوئی معمول تجویز کر لینا، یا شیخ کے طرز تربیت کے علاوہ طرز کے شیخ سے استفادہ بسا اوقات مفید ہونے کے بجائے مضر ہو جاتا ہے، اس میں عجب و خود پسندی، دوسروں کو حقیر جاننا وغیرہ بیماریاں غیر شعوری طور پر پیدا ہونے لگتی ہیں، اور اس لائن میں توحید مطلب (یعنی یہ بات ہمہ وقت مستحضر رکھنا کہ میری مقصد تک رسائی میرے شیخ ہی کی رہبری میں ہو سکتی ہے) جسم میں ریڑھ کی ہڈی کے مثل ہے، اس لئے بہت جلد حضرت کے مجازین، یا حضرت کے طرز تربیت کے مشائخ میں سے کسی سے رابطہ قائم کر کے، بل کہ اب جب کہ شیخ کا وصال ہو گیا ہے، اس لئے اگر مناسبت کسی ایسے شیخ سے ہو جن کا طرزِ تربیت حضرت کے طرز سے مختلف ہو تو ان سے بھی تعلق قائم کرنے میں مضایقہ نہیں، الغرض کسی شیخ کامل سے ضرور تعلق قائم کر کے اُن کی رہنمائی میں یہ دینی اعمال واشغال انجام دیئے جائیں، تو ان شاء اللہ راہِ سلوک بھی بحسن وخوبی طے ہوگا، اور جن اونچے اعمال واشغال میں لگے ہوئے ہیں ان کے فوائد وثمرات سے بھی ان شاء اللہ دنیا وآخرت میں بہرہ ور ہونے کی امید ہے۔

(۴) وہ حضرات جو حضرتؒ سے بیعت ہو کر ابتدائی معمولات کے پرچے پر عامل ہیں اور حضرت کی منشا کے مطابق مزید ذکر وشغل اختیار کرنے کے خواہش مند ہیں۔

یہ حضرات بھی دوسری قسم کے حضرات کے مطابق عمل کریں، ان شاء اللہ کامیاب ہوں گے۔

(۵) وہ حضرات جو حضرت رحمہ اللہ سے بیعت ہو کر براہِ راست حضرت

سے ذکر وشغل لے کر اس میں مشغول ہیں اور حضرت سے مکاتبت اور رابطہ کا تعلق بھی رکھتے تھے۔ اِن حضرات کا معاملہ آسان ہے، ان کو حضرت کے کسی مجاز سے تعلق جوڑ لینا چاہئے، سابقہ تجربات اور تعلقات کی بنیاد پر انتخاب میں بھی انھیں کوئی دشواری نہیں ہوگی، قرب اور سہولت کے اعتبار سے خانقاہِ خلیلیہ کچے گھر سے مربوط رہنا زیادہ مفید رہے گا، الغرض جس سے مناسبت ہو تعلق قائم کر لیں، اس راستہ میں تنہا چلنا خطرے سے خالی نہیں۔

(۶) وہ حضرات جن کے متعلق حضرتؒ نے اپنے بعض قدیم مجازین کو حکم دیا کہ ان کو تم اجازت دے دو، چوں کہ ان کا تعلق بیعت، یا تعلیم وتربیت کا تم سے رہا ہے اس لئے اجازت بھی تمہاری ہی طرف سے ہونی چاہئے۔ ان حضرات سے کچھ عرض کرنے کی ضرورت نہیں، کیوں کہ ان کے شیخ موجود ہیں۔

(۷) وہ حضرات جن کو حضرتؒ نے بیعت کرنے کی اجازت دے کر اپنا خلیفہ ومجاز بنا دیا ہے۔

حضرات خلفاء ومجازین سے تو کچھ عرض کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مرادف ہوگا، تاہم ''الدین النصیحۃ'' کے بموجب بطور مشورے کے کچھ عرض کرنا ان شاء اللہ فائدہ سے خالی نہیں، اس لئے حسب ذیل معروضات پیش ہیں:

(الف) حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی کتابوں میں جگہ جگہ یہ مضمون مذکور ہے، اور اسی طرح حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ کو بھی بارہا یہ فرماتے سنا گیا کہ اجازتِ بیعت دلیلِ کمال نہیں ہے، بل کہ بسا اوقات صرف آئندہ ترقی کی امید پر اجازت دے دی جاتی ہے، چنانچہ حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''بعضوں کو میں نے یہ سوچ کر اجازت دی ہے کہ انھیں مجھ سے محبت تو ہے ہی، میرے مرنے پر جو دھکا لگے گا اس سے ان شاء اللہ ان کا کام بن جائے گا۔

اجازت کی مثال بچے کو دودھ چھڑانے کی سی ہے، شیر خوارگی کی مدت ختم ہونے کے بعد مزید نگہداشت اور تربیت کی ضرورت باقی رہتی ہے، جن حضرات کو اجازت کے بعد سالہا سال تک حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں آنے کا موقع ملا، یا وہ اپنے اپنے مقام پر رہتے ہوئے طالبین کی خدمت کرتے رہے اور حضرت رحمہ اللہ سے موقع بہ موقع مشورے اور رہنمائی حاصل کرتے رہے، الحمدللہ وہ حضرات اپنی تمام تر تواضع اور خاکساری کے باوصف اس لائق ہیں کہ وہ اپنے چھوٹے بھائیوں اور نئے اجازت یافتہ احباب کی رہنمائی وتربیت فرما سکیں، چنانچہ نئے اجازت یافتہ احباب کے لئے مناسب ہوگا کہ پرانوں میں سے جس سے جوڑ ہو، یا نئے سرے سے جوڑ پیدا کرکے، یا حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے خلفاء میں سے جس سے مناسبت ہو ان سے خصوصی ربط پیدا کرکے انھیں اپنا مربی ونگراں بنالیں، ان شاء اللہ گمراہی، تنزلی اور فتنوں سے حفاظت میں یہ چیز مفید ثابت ہوگی۔

(ب) خلفاء خواہ نئے ہوں یا پرانے سب کی گھات میں شیطان لگا ہوا ہے، "فإن الحي لا يؤمن عليه الفتنة"؛ اس لئے سب کو اپنی حفاظت اور ترقی کے لئے ہمیشہ فکرمند رہنے کی ضرورت ہے، اس سلسلہ میں حسب موقع وگنجائش خانقاہِ خلیلی کچے گھر میں آمد ورفت کا سلسلہ باقی رکھنا چاہئے، رمضان المبارک میں حسب موقع اس خانقاہ میں جتنا کچھ ہوسکے وقت لگانے میں کوتاہی نہیں ہونی چاہئے، اس سے ان شاء اللہ نئی اسپرٹ پیدا ہوگی، اور ترقی بھی ہوتی رہے گی۔

(ج) ترقی کی راہ میں برادرانِ طریقت سے محبت اور ایک دوسرے کی تعظیم وقدردانی بڑی اہمیت رکھتی ہے، اپنی تکمیل اور اصلاح کی فکر کے ساتھ حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ نے جو کام سپرد فرمایا ہے اپنے کو اس کا اہل نہ سمجھتے ہوئے تعمیل ارشاد میں آخری کوشش صرف کردی جائے، اور مجالس ذکر کے قیام کا اہتمام کیا جائے، جو کوئی

بیعت ہونے کی خواہش ظاہر کرے، اس کے حسب حال مشائخ حقہ میں سے جو مناسب نظر آتا ہو اس کی جانب رجوع ہونے کا پورے اخلاص کے ساتھ مشورہ دیا جائے، مگر جو خصوصی مناسبت کی وجہ سے بضد ہو اس کی خدمت کی نیت سے اپنے آپ کو نااہل سمجھتے ہوئے بیعت کرلیا جائے، جیسا کہ حضرت شیخ رحمہ اللہ کا یہی معمول تھا، یہی طرز ہمارے اکابر کا رہا ہے، اسی طرز سے اخلاص اور مقبولیت حاصل ہوتی ہے، اور اسی سے آپس میں محبت بڑھے گی اور اتحاد واتفاق کی فضاء قائم رہے گی۔

(د) شروع میں جو آیات مبارکہ لکھی گئیں وہ اسی مقصد سے لکھی گئی ہیں کہ چوں کہ پیر کی موجودگی اس کے مسترشدین میں اصلاح وتزکیۂ باطن کے تعلق سے اسی طرح کی ہے جس طرح کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے مابین تھی، کیوں کہ اس حیثیت سے پیر بے شک نبی کا نائب ہوتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرات صحابہؓ ومومنین کو صبر واستقامت کی تلقین فرمائی، اور آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر قائم ودائم رہنے کی تاکید کے ساتھ مصیبت ورنج کی گھڑی میں صبر کی تلقین کی ہے، ٹھیک اسی طرح ہم بھی ان آیات کریمہ کے مضمون کے مخاطب ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی صبر واستقامت کے دولت سے مالا مال فرمائے اور ہمارے حضرت رحمہ اللہ کی امانت کی کما حقہ پاسداری کی توفیق مرحمت فرمائے، آمین یارب العالمین۔

بندہ حقیر: فرید بن یونس دیولوی

یکے از خدام حضرت اقدس پیر محمد طلہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

۲۰/ ذی الحجہ سنہ ۱۴۴۰ھ

فہرست خلفاء ومجازین

حضرت اقدس مولانا محمد طلحہ صاحب نوراللہ مرقدہ ورفع درجاتہ

۱- جناب مولانا احمد عمر جی صاحب آچھودی رحمہ اللہ، بانی: بچوں کا گھر، آمود ضلع بھروچ، گجرات

۲- جناب الحاج ظہور احمد صاحب زرگر رحمہ اللہ   لکھی گیٹ دوئم، سہارن پور

۳- جناب الحاج عبدالکریم صاحب   سرائے مردان علی، سہارن پور

۴- جناب الحاج عبدالغفور صاحب رحمہ اللہ، ناظم کتب خانہ یحیوی، سہارنپور

۵- جناب مولانا عبدالحق اعظمی صاحب رحمہ اللہ، سابق شیخ الحدیث ثانی دارالعلوم دیوبند۔

اجازت: ۶/رجب ۱۴۱۹ھ

۶- جناب الحاج بھائی خالد منیار صاحب سورتی   سورت بورڈ پیپر ملس، اودھنا مین روڈ، سورت، گجرات، اجازت: ۱۰/رمضان ۱۴۱۹ھ

۷- جناب مولانا احمد لاٹ صاحب ندوی   مقیم: مرکز تبلیغ بستی حضرت نظام الدین، نئی دہلی

اجازت: ۲۰/رمضان، ۱۴۱۹ھ

۸- جناب مولانا ملک عبدالوحید صاحب   شیخ الحدیث دارالعلوم مدینہ منورہ مدینہ منورہ۔

تاریخ اجازت: ۲۷/رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ

۹- جناب مولانا محمد سلمان صاحب   جانشین حضرت پیر صاحبؒ وناظم جامعہ مظاہر علوم سہارنپور

وجانشین حضرت پیرومرشد رحمہ اللہ، کچا گھر، سہارنپور

تاریخ اجازت: ۲۷/رمضان المبارک سنہ ۱۴۱۹ھ

۱۰- جناب صوفی محمد عمر جی   بچھیڑ کلاں والے

۱۱- جناب مولانا مفتی عاشق الٰہی بلندشہریؒ   مقیم مدینہ منورہ، زادہا اللہ شرفا وکرامۃ

۱۲- جناب مولانا محمد ممتاز صاحبؒ   یکہتہ مدھوبنی، بہار۔

اجازت: ۲۷/رمضان المبارک، سنہ ۱۴۲۰ھ

۱۳- جناب قاری محمد صالح صاحب جوگواڑی   مقیم حال کناڈا، امریکہ۔

تاریخ اجازت: ۲۹/رمضان المبارک، سنہ ۱۴۲۰ھ

۱۴- جناب الحاج مولانا محمود صاحب   مقیم حال افریقہ

۱۵- جناب الحاج بھائی نعیم اللہ صاحب   حیدرآباد۔

تاریخ اجازت: ۸/رمضان المبارک سنہ ۱۴۲۲ھ

۱۶- جناب الحاج بھائی ذکاء اللہ صاحب   الحرم اسٹیشنرس، اردو بازار، لاہور، پاکستان۔

اجازت: ۸/رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ

۱۷- جناب الحاج بھائی نصرت اللہ صاحب   الحرم اسٹیشنرس، اردو بازار، لاہور، پاکستان۔

اجازت: ۸/رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ

۱۸- مولانا عبدالرحیم حاجی دالار صاحب   ہارونی منزل، سوسائٹی روڈ، آنند، گجرات۔

اجازت: رمضان المبارک سنہ ۱۴۲۲ھ

۱۹- حضرت مولانا رفیق احمد صاحب   شیخ الحدیث دارالعلوم چھاپی، گجرات۔

تاریخ اجازت: ۲۲/رمضان سنہ ۱۴۲۲ھ محلّہ
پارہ، پورہ معروف، پوسٹ کورتھی جعفر پور، ضلع
مئو، یوپی

۲۰-جناب مولانا محمد رضوان صاحب — قصبہ کُرسی، ضلع بارہ بنکی، یوپی۔
اجازت: ۲۷/رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ

۲۱-جناب مولانا جمال الدین صاحب مظاہری — مہتمم مدرسہ مدنیہ، خیروا، پوسٹ بیلا، تھانہ
چھورادانو، مشرقی چمپارن، بہار
اجازت: ۲۹/رمضان المبارک، سنہ ۱۴۲۳ھ

۲۲-جناب مولانا عبداللہ معروفی صاحب — استاذ تخصص فی الحدیث دارالعلوم دیوبند
وسابق استاذ تخصص حدیث مظاہر علوم سہارنپور
محلّہ نئی بستی پارہ، پورہ معروف، ضلع مئو، یوپی۔
اجازت: ۲۹/رمضان المبارک، ۱۴۲۳ھ

۲۳-جناب مولانا مبین صاحب رحمہ اللہ — سابق استاذ جامعہ اسلامیہ خادم الاسلام ہاپوڑ
اجازت ۱۴/رمضان، سنہ ۱۴۲۴ھ

۲۴-جناب صوفی محمد میاں صاحب — امیر جماعت سورت، گجرات

۲۵-جناب مولانا مفتی ریاست علی شکار پوری — محلّہ قانون گویان، شکار پور، بلند شہر۔
اجازت: ۲۷/رمضان المبارک، ۱۴۲۵ھ

۲۶-جناب مولانا عبداللطیف صاحب قاسمی آسام

۲۷-جناب مولانا حکیم محمد الیاس صاحبؒ — محلّہ مفتی، سہارن پور، یوپی

اجازت: ۲۷/رمضان المبارک، ۱۴۲۶ھ

۲۸-جناب حافظ محمد یوسف صاحب — مالے گاؤں، ناسک، مہاراشٹر۔
اجازت: ۲۷/رمضان المبارک، ۱۴۲۶ھ

۲۹-جناب مولانا مفتی محمد ذاکر صاحب — جے پور، راجستھان۔
اجازت: ۲۷/رمضان المبارک، ۱۴۲۶ھ

۳۰-جناب بھائی محمد الطاف صاحب — دہلی۔ اجازت: ۲۴/رمضان سنہ ۱۴۲۶ھ

۳۱-جناب مولانا ظہور الدین صاحب — مقیم: مرکز تبلیغ، حضرت نظام الدین، دہلی۔
اجازت: ۲۷/رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ

۳۲-جناب مولانا سید محمود میاں صاحب — مہتمم جامعہ مدنیہ کریم پارک، راوی روڈ، لاہور، پاکستان

۳۳-جناب حافظ محمد اسماعیل صاحب — موضع فیروز پور نمک، میوات، ہریانہ۔
اجازت: رمضان المبارک ۱۴۲۷ھ

۳۴-حضرت مولانا محمد صاحب — معہد الخلیل الاسلامی، بہادر آباد، کراچی، پاکستان۔
اجازت: سنہ ۱۴۲۷ھ

۳۵-جناب بھائی اقبال حفیظ صاحب — اقبال منزل، بھوپال۔
اجازت: رمضان المبارک، سنہ ۱۴۲۸ھ

۳۶-جناب مفتی (غلام) فرید بن یونس دیولوی — ناظم دارالقرآن والافتاء، کھولوڈ، سورت گجرات
اجازت: ۲۷ رمضان سنہ ۱۴۲۸ھ

۳۷-جناب مولانا عبدالعلیم فاروقی صاحب — دارالمبلغین، پاٹا نالہ، لکھنؤ۔
اجازت سنہ ۱۴۲۹ھ (بذریعہ فون)

۳۸-جناب مولانا مفتی محمود صاحب، بنگلہ دیش   ناظم جامعہ عربیہ بشوندرا، ڈھاکہ، بنگلہ دیش۔

اجازت:۳۰/ جون سنہ ۲۰۰۸ء

۳۹-جناب مولانا محمد عثمان صاحب   محلّہ اسلام پورہ، کاکوسی، ضلع پٹن، شمالی گجرات

اجازت:۸/ رمضان سنہ ۱۴۲۹ھ

۴۰-جناب مولانا ناصر علی صاحب   مدرسہ مدینۃ العلوم، قصبہ لہر پور، ضلع سیتاپور

اجازت ۲۴/ رمضان سنہ ۱۴۲۹ھ

۴۱-جناب مولانا تقی الدین صاحب ندوی مظاہری   جامعہ اسلامیہ مظفر پور، قلندر پور اعظم گڈھ۔

اجازت: بذریعہ تحریر

۴۲-جناب مولانا مفتی مقصود عالم صاحب   جامعہ عربیہ خادم الاسلام، ہاپوڑ، یوپی۔

اجازت بذریعہ تحریر

۴۳-جناب مولانا یوسف صدیق اسلام پوری صاحب   جامعہ ہدایت ہمت نگر، سابر کانٹھا، گجرات۔

اجازت ۱۷/ رمضان سنہ ۱۴۳۰ھ

۴۴-جناب مولانا زاہر حسین صاحب   رشید پور، اَلٹا باڑی، کشن گنج، بہار۔

اجازت:۲۴/ رمضان سنہ ۱۴۳۰ھ

۴۵-جناب مولانا نیاز الدین اصلاحی صاحب   استاذ شعبۂ کتابت: دارالعلوم دیوبند۔

اجازت:۲۶/ رمضان سنہ ۱۴۳۰ھ

۴۶-جناب مولانا عبدالرؤف بن شیخ عبدالحفیظ صاحب مکی،   مدرسہ صولتیہ، مکہ مکرمہ۔

اجازت:۲۷/ رمضان المبارک سنہ ۱۴۳۰ھ

۴۷-جناب مولانا محمود رومیؒ صاحب جونپوری   مدرسہ حلیمیہ، رسول پور، اعظم گڈھ، یوپی۔

اجازت:۲۸/ رمضان سنہ ۱۴۳۰ھ

۴۸-جناب مولانا قاری رضوان نسیم صاحب   صدر القراء، جامعہ مظاہر علوم سہارن پور۔

اجازت:۲۹/ رمضان سنہ ۱۴۳۰ھ

۴۹-جناب حافظ پٹیل صاحبؒ   نوساری، گجرات، مقیم مرکز تبلیغ لندن یوکے۔

اجازت: رجب سنہ ۱۴۳۱ھ (بذریعہ تحریر)

۵۰-جناب مولانا مفتی محمد سلمان منصور پوری صاحب   مفتی مدرسہ شاہی مراد آباد۔

اجازت: ذی الحجہ سنہ ۱۴۳۱ھ، بہ مدینہ منورہ

۵۱-جناب مولانا مفتی ریاست علی رامپوری صاحب   مفتی جامعہ اسلامیہ عربیہ، جامع مسجد امروہہ۔

اجازت:۲۹/ رمضان سنہ ۱۴۳۱ھ

۵۲-جناب مولانا عبدالرحیم لمباڈہ صاحب   دارالعلوم بری، لندن، یوکے۔

اجازت: شعبان المعظم سنہ ۱۴۳۲ھ

۵۳-جناب مولانا محمد اویس صاحب   اسلام پور، ہمت نگر، سابر کانٹھا، گجرات۔

اجازت: رمضان المبارک سنہ ۱۴۳۲ھ

۵۴-جناب محمد امتیاز خاں صاحب   حسین پورہ، ولوڈ، تمل ناڈو۔

اجازت:۱۰/ رجب سنہ ۱۴۳۳ھ

۵۵-جناب مولانا ابراہیم میاں فام صاحب   ساؤتھ افریقہ۔

اجازت: رجب المرجب سنہ ۱۴۳۳ھ

۵۶-جناب مولانا محمد عتیق الرحمٰن بن عزیز الرحمٰن صاحب جامعہ دارالعلوم زکریا، اسلام آباد، پاکستان،

اجازت:۲۷/ جمادی الثانیہ ۱۴۳۳ھ

۵۷-جناب مولانا محمد اویس بن عزیز الرحمٰن صاحب جامعہ دارالعلوم زکریا، اسلام آباد، پاکستان،

اجازت:۲۷/ جمادی الثانیہ سنہ ۱۴۳۳ھ

۵۸-جناب حافظ محمد شاہد صاحب معہد الخلیل الاسلامی، کراچی، پاکستان۔
اجازت: ۲۹/ جمادیٰ الثانیہ سنہ ۱۴۳۳ھ

۵۹-جناب مولانا محمد سلمان صاحب معہد الخلیل الاسلامی، کراچی، پاکستان۔
اجازت: رجب المرجب، سنہ ۱۴۳۳ھ

۶۰-جناب مولانا فضل الرحمٰن صاحب کراچی، پاکستان۔
اجازت: رجب المرجب سنہ ۱۴۳۳ھ

۶۱-جناب مولانا اسحاق صاحب راندیری ٹائیواڑ، راندیر، سورت۔
۳۰/ رمضان المبارک سنہ ۱۴۳۳ھ

۶۲-حضرت مولانا برہان الدین صاحب سنبھلی استاذ حدیث وتفسیر دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ۔
اجازت: رجب المرجب سنہ ۱۴۳۴ھ

۶۳-جناب مولانا حسن جان صاحب خطیب مسجد ابوذر غفاریؓ، حیات آباد، پشاور پاکستان
اجازت محرم الحرام ۱۴۳۵ھ

۶۴-جناب ڈاکٹر نوید جمیل ملک صاحب سر سید روڈ، راول پنڈی کینٹ، پاکستان۔
۱۷/محرم الحرام سنہ ۱۴۳۵ھ

۶۵-جناب مولانا زہیر الحسن صاحب مرکز تبلیغ بستی حضرت نظام الدین، دہلی۔
اجازت: جمادیٰ الثانیہ ۱۴۳۵ھ (بذریعہ تحریر)

۶۶-جناب الحاج سید محمد ناطق صاحب قادری المند ینار، اورنگ آباد، بہار۔
اجازت: ۲۳/ رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ

۶۷-جناب مولانا موسیٰ صاحب رانی، پوسٹ راب گنج۔
اجازت: ۲۳/ رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ

۶۸-جناب بھائی عبد القادر صاحب سرگودھا، پاکستان۔
اجازت: رجب المرجب سنہ ۱۴۳۶ھ

۶۹-جناب مولانا عبد العظیم مظاہری ندوی صاحب مہتمم مدرسہ حلیمیہ رسول پور اعظم گڈھ۔
اجازت: ۲۶/ رمضان ۱۴۳۶ھ (بذریعہ تحریر)

۷۰-جناب الحاج لقمان مکی صاحب مقیم حال مدینہ منورہ، سعودیہ عربیہ۔
اجازت: ۷/شوال المکرّم سنہ ۱۴۳۶ھ

۷۱-جناب ہیثم صاحب مکی مکہ مکرمہ، سعودیہ عربیہ۔
اجازت: ۲۷/ رمضان المبارک سنہ ۱۴۳۷ھ

۷۲-جناب مولانا محمد شعبان صاحب دودھارا، ضلع سنت کبیر نگر بستی۔
اجازت: ۱۰/ شوال سنہ ۱۴۳۸ھ

۷۳-جناب مولانا یحییٰ بن مولانا یوسف لدھیانوی مکتبہ لدھیانوی، کراچی، پاکستان۔

۷۴-جناب مولانا رشید الدین بن مولانا معین الدین، سکھر، سندھ، پاکستان۔

۷۵-جناب مولانا سید محمد ازہر مدنی صاحب مہتمم مدرسہ مدنیہ تعلیم القرآن، گنگوہ۔
اجازت سنہ ۱۴۳۸ھ

۷۶-جناب مولانا سید محمد جنید صاحب استاذ جامعہ مظاہر علوم سہارنپور
اجازت: ۲۷/ رمضان ۱۴۳۹ھ

۷۷-جناب مولانا معاذ بن شیخ عبد الحفیظ مکی صاحب، مکہ مکرمہ، سعودیہ عربیہ۔
اجازت: محرم الحرام سنہ ۱۴۴۰ھ

نوٹ: یہ مکمل فہرست حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ میں ان کو باقاعدہ سنائی جا چکی ہے۔

۷۸-جناب مولانا سید محمد عثمان بن حضرت مولانا سید محمد سلمان صاحب مظاہری، محلّہ مفتی سہارن پور (بہ اجازت خلفاء حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ)

بندہ حقیر: فرید بن یونس دیولوی غفرلہ
یکے از خدام حضرت اقدس پیر محمد طلحہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب کاندھلوی
نور اللہ مرقدہ کے
چند اہم ملفوظات وخطابات

ضبط کردہ

مفتی فرید بن یونس دیولوی

﴿ ۱ ﴾

فرمایا: میرا بچپن سہارنپور اور نظام الدین دونوں میں گذرا ہے چونکہ والد صاحب سہارنپور میں ہوتے تھے اور ننہال نظام الدین میں، مولانا الیاس کو میں نے نہیں دیکھا مگر انہوں نے مجھے دیکھا ہے، میں چھوٹا تھا شعور نہیں تھا مگر وہ اپنے نواسے ہونے کی وجہ سے بہت پیار اور شفقت فرماتے۔

میری والدہ کو فجر کی نماز کے بعد دروازے کے پاس بلاتے کہ بیٹی! رات کو تو اس بچے کی وجہ سے نہیں سوتی کیونکہ یہ تیرا بچہ ہے، اور تو میری اولاد ہے، تو اس بچہ کی وجہ سے جاگتی ہے، اور میں تیرے جاگنے کی وجہ سے جاگتا ہوں۔ ظہر کے بعد میرا سبق ہے تم تو سو جاؤ اور بچہ مجھے دے دو، اگر یہ جاگے گا تو میں بھی جاگوں گا اور یہ سوے گا تو میں بھی سو جاؤں گا۔ اس لیے کہ کمرہ میں اس بچہ کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔ اسی طرح میرا بچپن گذرا ہے۔

﴿ ۲ ﴾

فرمایا: تعلیم کے ساتھ تصوف وسلوک میں نہیں لگنا چاہئے تعلیم کے لیے یکسوئی ضروری ہے، بعض طلبہ پڑھنے میں غفلت کرتے ہیں، وقت کو ضائع کرتے ہیں، پھر فراغت کے بعد کف افسوس ملتے ہیں، مگر ہاتھ کچھ نہیں آتا اس لیے توجہ اور یکسوئی سے پڑھو، فراغت کے بعد تبلیغ میں سال لگاؤ، جیسے تعلیم میں انحطاط آرہا ہے اسی طرح تبلیغ میں بھی انحطاط آرہا ہے، مولانا الیاسؒ اور مولانا یوسفؒ کے ملفوظات اور تقاریر پڑھو، مواد مختصر مگر نافع ہے، جتنی محنت کرو گے اتنی سہولت ملے گی، اور جتنی لاپرواہی سے پڑھو گے تو ہاتھ کچھ نہیں آئے گا۔

﴿ ۳ ﴾

اجازتِ حدیث دیتے ہوئے فرمایا: میں نے حدیث کی کتابیں مولانا یوسف، مولانا انعام الحسن، مولانا عبید اللہ، مولانا منیر الدین یہ استاذ الکل تھے ان سے زیادہ کتابیں پڑھی ہیں، اور مولانا یعقوب سہارنپوریؒ سے بھی، ان سب حضرات سے مجھے جو اجازت حاصل ہے اسی سند کے ساتھ آپ کو بھی اجازت ہے۔

فرمایا: ہم نے دو سال میں دورہ حدیث پڑھا ہے، اس وقت دورۂ حدیث دو سال میں ہوتا تھا۔

﴿ ۴ ﴾

ایک مرتبہ حضرت طلبہ میں خطاب فرمارہے تھے کہ ایک طالب علم نے حضرت کی تصویر کھینچ لی حضرت کی آنکھیں بند تھیں، جیسے ہی تصویر کھینچی گئی تو بہت غصہ ہوئے، طالب علم سے موبائل چھینا گیا اور جو تصاویر کھینچی تھیں وہ مٹادی گئیں، فرمایا شرم نہیں آتی حرام کام کرتے ہوئے، مزید فرمایا کہ موبائل طالب علم کے لیے زہر کا کام کرتا ہے جب کہ علم کے لیے یکسوئی شرط ہے۔

﴿ ۵ ﴾

فرمایا: آج کل ہم میں علم کا شوق اور جذبہ کم ہوتا جارہا ہے، بچے، بوڑھے، عورتیں غرض تمام طبقات علم سے دور ہورہے ہیں، حالانکہ جب تعلیم عام ہو تو گھروں میں بیٹھنے والی عورتوں کو بھی کھرے کھوٹے کی پہچان ہوجاتی ہے، بچیوں نے اگر کچھ لکھ پڑھ لیا ہے تو کل جب سسرال جائیں گی تو گھر والوں کی نیک نامی ہوگی، لکھنا جانتی ہوں، پڑھنا جانتی ہوں، کھانا پکانا جانتی ہوں، پھول بوٹے نکالنا بھی جانتی ہوں، اور

ان علوم کے پھیلانے کا شوق و ذوق بھی رکھتی ہوں۔

اس مقصد کے لیے ہمارے اکابر نے کئی کتابیں لکھی ہیں، اور ہم نے ان کو الحمدللہ شائع بھی کیا ہے، جو عام مسلمانوں کے لیے مفید ہوں گی، عورتوں اور بچیوں کے لیے مفید ہوں گی، میرے ذہن میں کچھ کتابیں ایسی ہیں کہ اگر شائع کرادی جائیں تو ان کا بہت ہی فائدہ ہوگا۔ مولانا علی میاں نور اللہ مرقدہ کی والدہ کی بعض کتابیں ایسی ہیں جو عورتوں کی اصلاح اور رہنمائی کے لیے بہت مفید ہیں، لہٰذا کتب خانوں کو چاہئے کہ ان اصلاحی کتب کی ترسیل کا ضرور اہتمام فرمائیں تاکہ امتِ مسلمہ کو نفع ہو۔

﴿ ۶ ﴾

ہر امتی کو چاہئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا ضرور اہتمام کرے خاص طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درود شریف بھیجنے کا اہتمام ضرور کرے، میرا جی چاہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے امت کا جتنا رسوخ ہوگا اتنا ہی امت کو فائدہ ہوگا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہر ملک سے جتنی زیادہ مقدار میں درود شریف پہنچے گا تو آپ کی توجہ اتنی ہی ہوگی آج قوم پریشان ہے جب ان کی توجہ ہوگی، تو ان شاء اللہ پریشانیاں بھی دُور ہوں گی اور ہمیں اتحاد و اتفاق کی دولت بھی نصیب ہوگی، اس سے دنیا کا بھی فائدہ ہوگا اور دین کا بھی فائدہ ہوگا۔

تبلیغ، تعلیم اور تزکیہ تینوں کام خوب ہوں گے، تو ہمیں چاہئے کہ اپنے گھروں، علاقوں اور ملکوں میں درود شریف کثرت سے پڑھنے کا اہتمام کریں۔

اللہ کی ذات سے امید ہے کہ درود شریف پڑھنے کی وجہ سے دشمن دشمنی چھوڑ دے گا، جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد سے لے کر مغرب تک درود کا زیادہ اہتمام کریں، ہمارے یہاں ماشاء اللہ اس کا بہت اہتمام ہوتا ہے اور رمضان شریف میں تو ہم آخری عشرے کے جمعہ میں سوا لاکھ درود شریف اہتمام سے پڑھواتے ہیں۔

اور بحمداللہ آدھ پون گھنٹہ میں سوالاکھ درود شریف پورا ہو جاتا ہے، مقربین کو چاہئے کہ اس کا شوق دلائیں اور کوئی شخص پڑھے گا تو ترغیب دینے والے کو بھی ثواب ملے گا کیونکہ حدیث میں ہے "الدال علی الخیر کفاعله" (نیکی پر ابھارنے والا بھی نیکی کرنے والے کی طرح ہے) اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔

۷

فرمایا: ہم سبھی مشائخ سے خوب محبت کریں ان سے دعائیں لیں، اپنے مشائخ کا قلبی تعلق اپنے ساتھ رکھیں، اس لیے کہ ان کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے۔

مظاہر علوم سہارنپور میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ حدیث پڑھا رہے تھے، شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کا فتوی تھا کہ انگریز کا بنایا ہوا کپڑا استعمال کرنا حرام ہے، لہٰذا سادہ کھدر کپڑا استعمال کرنا چاہئے،، حضرت شیخ زکریا رحمہ اللہ کے بدن کا تقاضہ یہ تھا کہ نرم اور آرام دہ کپڑا نہ پہنیں تو بدن کو کوفت ہوتی تھی، ان کی ضرورت تھی کہ ململ کا کپڑا استعمال کرتے، حضرت مدنی جب سہارنپور تشریف لاتے تو ان کے آنے سے پہلے حضرت شیخ ململ کا کپڑا اتار کر کھدر کا کپڑا پہن لیا کرتے تھے تا کہ حضرت سے ڈانٹ نہ پڑے۔

ایک مرتبہ حضرت مدنی رحمہ اللہ تشریف لائے اور محبت میں فرمانے لگے: زکریا! مجھے پتہ ہے تو ململ کا کپڑا پہنتا ہے، میرے ڈر کی وجہ سے جب میں آتا ہوں تو ململ کا کپڑا اتار کر کھدر کا پہن لیتا ہے، تو حضرت شیخ فرمانے لگے حضرت! میں آپ سے تو نہیں ڈرتا، آپ کے کندھے پہ کون سی بندوق رکھی ہے، میں اس وجہ سے ڈرتا ہوں کہ اللہ کا آپ سے تعلق بہت ہے، آپ ناراض ہو گئے تو اللہ ناراض ہو جائے گا۔ یہ ہوتی ہے اپنے مشائخ سے محبت۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائیں۔

۸

فرمایا: خانقاہوں کا جو بنیادی مقصد ہے وہ اعمال کی ترغیب اور اعمال پر پختہ کرنا ہے، جو شخص کسی دینی شعبہ میں منسلک ہو خواہ وہ پڑھنے پڑھانے میں ہو یا تبلیغی جماعت میں ہو، اگر اس کا خانقاہ کے شیخ سے تعلق نہ ہو تو اس کی کیفیت کیا ہوتی ہے، اس کے لیے صرف ایک مثال عرض کرتا ہوں:

ہمارا اس وقت پوری دنیا میں سب سے بڑا جو کام ہو رہا ہے تو وہ تبلیغی جماعت کا کام ہو رہا ہے، تبلیغی جماعت کے بانی میرے نانا حضرت مولانا الیاس صاحب نور اللہ مرقدہ کے ملفوظات میں میں نے پڑھا، حضرت فرماتے ہیں: بازار میں جاتے ہیں، گشت کرتے ہیں، دعوت دیتے ہیں، اور بازار کی ظلمت میں اپنے دل پر محسوس کرتا ہوں اور واپس آکر خانقاہ میں وقت لگا کر اس قلب کی ظلمتوں کو دُور کرتا ہوں وہ بھی خانقاہ کی ضرورت کو محسوس کرتے ہیں۔

۹

کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ سینہ بھر جاتا ہے دل بوجھل سا ہو جاتا ہے بہت رونا آتا ہے اور رونے کو دل کرتا ہے، لیکن حالات ایسے ہوتے ہیں کہ ہم کسی سے کہہ نہیں پاتے اور نہ ہم رو پاتے ہیں اور نہ ہی اس کو سہہ پاتے ہیں، تو میرا یقین کرو یہ وہ لمحہ ہوتا ہے جب ہم خدا سے بات کر سکیں اس کو ہم اپنی پریشانیاں بتا سکتے ہیں وہ سب جانتا ہے لیکن وہ ہماری زبان سے سننا چاہتا ہے۔

آپ خدا سے بات کر کے تو دیکھیں وہ پریشانیاں دیتا ہی اس لیے ہے کہ آدمی خوشی میں اپنے رب کو بھول جاتا ہے وہ پریشانیاں دے کر بندوں کو اپنے قریب بلاتا ہے، وہ چاہتا ہے کہ بندہ اس کے سامنے روئے، گڑگڑائے، مانگے، دنیا والوں سے

مانگے تو غصہ ہوجاتے ہیں، اور جب اللہ سے مانگے تو خوش ہوجاتا ہے، نہ مانگے تو
ناراض ہوجاتا ہے، اسی لیے اپنی ساری پریشانیاں اللہ ہی کے سامنے بتائیں ان شاء
اللہ کوئی نہ کوئی حل ضرور نکلے گا۔

۱۰

فرمایا: ایک مرتبہ میں حرم میں بیٹھا ہوا تھا وہاں مجھے یہ خیال آیا کہ یہاں
تینوں کام (تبلیغ، تعلیم، تزکیہ) ہوتے ہیں اور ہم ایک ہی کی طرف لے کر چلتے ہیں، اور
ضمناً ہم مرکز میں بھی جاتے ہیں اور پڑھنے پڑھانے میں بھی لگے ہوتے ہیں، وہاں
مجھے یہ بات سمجھ میں آئی کہ محنت تو تینوں کام میں کرنی چاہئے، قبولیت کی بات ہے اللہ
تعالیٰ کس کام کی وجہ سے کس کی مغفرت کردیں، وہ اللہ بہتر جانتا ہے اس لیے تینوں
(تعلیم، تبلیغ، تزکیہ) کریں، اور یہ ان کے پسند کی بات ہے وہ کونسی بات پسند کرکے
سارے علاقے کی مغفرت فرمادیں، سارے ملک کی مغفرت فرمادیں، ساری دنیا کی
مغفرت فرمادیں۔

آج ہمارے اوپر اسکول ایسا مسلط ہوچکا ہے کہ اگرچہ ہم کسی مدرسہ کے ذمہ
دار ہیں مگر ہماری اولاد اسکول میں جارہی ہے، اگر ہم تبلیغ کے ذمہ دار ہیں تو تبلیغ کی
ساری ذمہ داریاں پوری کرتے ہیں مگر ہماری اولاد تبلیغ میں نہیں جاتی، اگرچہ ہم پڑھنے
پڑھانے میں لگے ہوئے ہیں مگر مگر ہماری اولاد نہیں پڑھتی، یہ ایسی خامی ہے جیسے چراغ
تلے اندھیرا۔ جب اپنے گھر میں یہ چیزیں نہیں ہوں گی تو آدمی قوت سے کرے گا
کیسے؟ ہم دعویٰ حضرت ﷺ کی محبت کا کررہے ہیں اور دشمنوں کے پیچھے چل رہے ہیں،
یہ محبت کی بات نہیں ہے، یہ عداوت کی بات ہے، انگریز کا اتباع کررہے ہیں، غیروں کا
اتباع کررہے ہیں، اور زبان سے کہہ رہے ہیں کہ ہم حضور ﷺ سے محبت کرتے ہیں تو
عمل اور کلام میں تعارض ہوگیا۔ اتباع تو کررہے ہیں عیسائیوں کا، قادیانیوں کا،

یہودیوں کا اور زبان سے کہتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے متبع ہیں، جب حضور ﷺ کے
خلاف ہمارا قدم چل رہا ہوگا تو پھر ہم حضور کے متبع کیسے ہوئے، ''نبی ﷺ کی پیاری
پیاری سنتیں'' ان شاء اللہ میں آپ کے ملک میں بھیجوں گا وہ ہر گھر میں ہونی چاہئے،
مدرسوں میں بھی ہونی چاہئے، مرکزوں میں بھی ہونی چاہئے، مسجدوں میں بھی ہونی
چاہئے، خانقاہوں میں بھی ہونی چاہئے، اور اس کو وقت دے کر روز پندرہ منٹ تک
سنیں گے، تو ان شاء اللہ سارے سامعین کے سامنے حضور کی پوری زندگی آجائے گی۔

اس مجلس میں جتنے داڑھی منڈے ہیں، وہ یہ عہد کرکے جائیں کہ ہم اب
داڑھی نہیں منڈائیں گے، اور جتنے بھی انگریزی بال رکھنے والے ہیں وہ یہ عہد کرکے
جائیں کہ اب آئندہ انگریزی بال نہیں رکھیں گے۔ خصوصاً بڑے عہد کریں تاکہ وہ اپنی
اولاد کو بھی ٹھیک کرسکیں، ہمارے گھر کا ماحول انگریزی بنا ہوا ہے، چاہے ہم مدرسوں
کے ذمہ دار ہوں خانقاہوں کے ذمہ دار ہوں، چاہے تبلیغ کے ذمہ دار ہوں، اولاد کو
دیکھتے ہیں تو ان کی داڑھی کٹی ہوئی ہوتی ہے، انگریزی لباس پہنا ہوا ہوتا ہے بال
انگریزی ہوتے ہیں، ہم بہار کے لوگوں کی فکر تو کررہے ہیں لیکن ہمارے گھروں میں
انگریزیز پل رہے ہیں، اس لیے ذرا اپنے گھروں میں بھی دینی ماحول بنائیں۔

آپ کے گھر کو دیکھ کر لوگوں کو ترغیب ہوگی کہ حضرت کے گھر میں ایسا ہوتا
ہے وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ ہماری کوتاہیوں کو معاف فرمائیں اور ختم فرمائیں، اس کے بعد دعا
میں تینوں کام تبلیغ، تعلیم اور تزکیہ کے لیے خوب دعائیں کیں، امت کی مغفرت کی دعا
فرمائی، انگریزی طور طریق کے چھٹکارے کی دعا فرمائی، تادم حیات دینی کاموں میں
لگے رہنے کی دعا فرمائی۔

۱۱

فرمایا: اللہ جب ناراض ہوتا ہے تو رزق نہیں چھینتا، آب ودانہ نہیں چھینتا،

سورج کو حکم نہیں کرتا کہ اس کے آنگن میں روشنی نہیں پھیلانا، چاند کو نہیں روکتا کہ تیری کرنیں اس کے ڈیرے پر نہیں پڑنی چاہئے، بلکہ جب اللہ کسی سے ناراض ہوتا ہے تو سجدوں کی توفیق چھین لیتا ہے جب سجدوں کی توفیق چھن گئی تو پھر سمجھو کہ اللہ ناراض ہے اور جب سجدوں کی توفیق مل گئی تو سمجھو کہ اللہ راضی ہے۔

کسی نے حضرت شیخ رحمہ اللہ سے پوچھا کہ کیسے ہمیں پتہ چلے گا کہ ہماری نماز قبول ہوتی ہے یا نہیں؟ تو حضرت شیخ نے فرمایا کہ ایک نماز کے بعد دوسری عطا ہو جائے تو سمجھ لو کہ پہلی نماز قبول ہوگئی، تو نمازوں کا نصیب ہو جانا یہ اللہ کی رضاء اور خوشنودی کی دلیل ہے، اور سجدوں کی توفیق کا چھن جانا یہ اللہ کی ناراضگی کی دلیل ہے۔ میں اور آپ دیکھئے کہ ہم کہاں کھڑے ہیں، اللہ دولت اسے بھی دیتا ہے جس سے وہ راضی ہے اور اسے بھی دیتا ہے جس سے وہ ناراض ہے لیکن سجدوں کی توفیق اسے ہی دیتا ہے جس سے اللہ راضی ہے، تو پنج گانہ نماز کو شعار زندگی بنالیں، نماز قضا نہ ہونے پائے، قیامت کے دن بے نمازی اس صف میں کھڑا ہوگا جس صف میں نمرود کھڑا ہوگا، جس صف میں ہامان کھڑا ہوگا، قارون ہوگا، شداد کھڑا ہوگا، مجھے بتائیں ہم میں سے کوئی یہ گوارا کرتا ہے کہ ہم اس صف میں کھڑے کر دیئے جائیں، جس صف میں کفار کھڑے ہوں۔ آج کوئی نماز پڑھے یا نہ پڑھے لیکن حشر کے دن حکم ہوگا اللہ کے سامنے سجدہ کرو، ہر کوئی سجدہ کرنا چاہے گا جو نہیں پڑھتا وہ بھی کرنا چاہے گا لیکن بے نمازی کی کمر اکڑ جائے گی، وہ آرزو رکھنے کے باوجود سجدہ نہیں کر پائے گا۔ اس لیے نماز کی پابندی کریں، اس لیے کہ سب سے پہلے حساب جو بندہ سے لیا جائے گا وہ نماز کے بارے میں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے قریب اس وقت زیادہ ہوتا ہے جب بندہ اللہ کے سامنے اپنا سر جھکاتا ہے، اپنے گھر والوں کو نماز کا پابند بنائیں، اپنے بچوں کو نماز کا پابند بنائیں، جب اپنا گھر نمازی والا بنے گا تو گھر میں سکون ہوگا، اس لیے کہ بندہ بندگی

سے سجتا ہے، زندگی آمد برائے بندگی۔ زندگی بے بندگی شرمندگی۔

نماز یہ وصل محبوب کا سب سے عمدہ عمل ہے، اگر کوئی شخص نماز کو اپنے لیے بوجھ سمجھتا ہے تو پھر وہ محبوب کی ملاقات کی اہمیت کو نہیں سمجھتا جب اذان ہو رہی ہو تو بندہ کو خوشی ہونی چاہئے کہ اب محبوب کی ملاقات کا وقت قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نماز کا پابند بنائیں، جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

۱۲

فرمایا: تینوں کام (تعلیم، تبلیغ اور تزکیہ) کریں تا کہ ہماری بنیادی مسجدیں قائم ہوں۔ زمین کا کاروبار کرنے والے لوگ اس بات کا اہتمام کریں کہ جب زمین خریدیں تو بجائے دس ٹکڑے (پلاٹ) کرنے کے گیارہ ٹکرے کریں، گیارہویں پلاٹ کی قیمت دس پلاٹ پر تقسیم کر کے وصول کرلیں، اور جب دس ٹکڑے مسلمان خرید لیں تو ان سے کہیں کہ زمین تو میں دوں گا، مسجد اور مدرسہ اور خانقاہ آپ بنائیں۔ جب زمین ان کو مفت کی مل جائے گی، تو گویا آدھا کام ہو گیا۔ مسجد، مدرسہ اور خانقاہ کے لیے چندہ جمع کر کے تعمیر کرلیں، جو جتنا زیادہ ان تعمیرات میں حصہ لے گا ان کو اتنا ہی زیادہ اجر و ثواب ملے گا۔ اور جتنا بھی ان میں عمل ہوتا رہے گا اتنا ہی ثواب ملتا رہے گا، اور اس انداز سے مسجد بنائیں کہ اس میں تینوں کام (تبلیغ، تعلیم اور تزکیہ) انجام پائیں۔

۱۳

فرمایا: زندگی بڑی قیمتی ہے، وجہ اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اور آپ کو جو زندگی عطا فرمائی ہے اس کا ایک ایک لمحہ بڑا قیمتی ہے، اور ایک ایک لمحہ اللہ تعالیٰ کی امانت ہے، یہ لمحات ہمیں اللہ تعالیٰ نے اس لیے دیئے ہیں تا کہ ہم ان لمحات کو دنیا یا آخرت کے کسی مفید کام میں صرف کریں۔ اگر ہم ان لمحات کو فضول اور بے فائدہ

کاموں میں صرف کررہے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی زندگی کی ناقدری اور ناشکری ہے، اس لیے اپنے قیمتی اوقات کو تینوں کاموں (تبلیغ، تعلیم اور تزکیۂ نفس) میں لگاؤ۔

کیا پتہ اللہ تعالیٰ کو کونسا کام پسند آجائے، اور ہماری مغفرت ہوجائے، طالب علمی کا زمانہ یہ بننے کا زمانہ ہے، یہاں جو بن گیا وہ بن گیا، اور جو یہاں بگڑ گیا اور اپنے قیمتی اوقات کی قدر نہیں کی، کھیل، کود میں زندگی گزار دی، تو بس وہ ہاتھ سے گیا۔ اس لیے فارغ ہونے کے بعد علما، حضرات ایک سال لگائیں، اور اپنے آپ کو دین کی خدمت میں لگائے رکھیں، اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق دے، تاکہ پڑھنے کے زمانہ میں جو کمی رہ گئی ہے وہ پوری ہوجائے، اس لیے سب نیت کریں کہ فراغت کے بعد ایک سال تبلیغ میں جانا ہے، اور وہاں اپنی کمی کو پورا کرنا ہے۔

۱۴

مدرسہ والوں کو بھی کہتا ہوں کہ طلبہ کی کثرتِ تعداد مطلوب نہیں بلکہ تعلیم مقصود ہے، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے تین مرید مولانا قاسم نانوتوی، مولانا رشید گنگوہی اور مولانا اشرف علی تھانوی رحمہم اللہ تعالیٰ پورے ہندوستان پر غالب تھے لہٰذا تعداد کو مت دیکھو کہ اس مدرسہ میں کم لڑکے پڑھتے ہیں، اور فلاں مدرسے میں ایک ہزار لڑکے پڑھتے ہیں، بس جہاں بھی پڑھو، محنت اور تقویٰ سے پڑھو، اپنے اساتذہ کا ادب کرو، اگر آپ نے مطالعہ کرکے حاشیہ اور شرح دیکھ لی اور استاذ صاحب نے اس کی شرح بیان نہیں کی تو بھی استاذ کو حقیر مت سمجھو، کسی وقت تنہائی میں ادب سے پوچھ لو، بھری مجلس میں استاذ سے بحث کرکے اسے ہرانے کی نیت جس طالب علم کی ہوگی وہ علم سے محروم رہے گا، سب سے بڑی چیز اصلاح نیت ہے، جتنے اساتذہ یہاں پڑھا رہے ہیں اور جتنے طلبہ یہاں پڑھ رہے ہیں، سب لوگ اپنی نیت درست کرلیں کہ ہم کس لیے پڑھتے ہیں، اس لیے کہ سب سے بنیادی چیز نیت کی تصحیح ہے، فرمایا گیا:

"انما الاعمال بالنیات" اگر اچھی نیت ہے اور صرف اللہ کے لیے پڑھ رہے ہیں تو پھر اللہ ملے گا، اور اگر یہ نیت ہے کہ مولوی حافظ بن کر پیٹ کمانا ہے تو پھر علم دین پڑھنے کی کیا ضرورت ہے، کیا پیٹ کمانے کا علم ہی ایک ذریعہ رہ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اخلاص نصیب فرمائے۔ (آمین)

۱۵

فرمایا: بعثت نبوی کے تین مقاصد ہیں، تلاوت قرآن، تعلیم کتاب، اور تزکیۂ نفس۔ تو تین شعبے ہوگئے، تلاوت قرآن پاک کے لیے مکتب قائم کردیئے، تعلیم کتاب کے لیے مدرسہ قائم کردیئے، اور تزکیہ نفس کے لیے خانقاہ قائم کردیئے، اللہ تعالیٰ تینوں میں لگے رہنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

طلبہ بری صحبت سے بچیں، چھوٹے طلبہ بڑے لڑکوں کے ساتھ نہ رہا کریں، جو لڑکے ٹی وی دیکھتے ہیں، گناہ کے کام کرتے ہیں ان کے ساتھ بھی مت رہو، جو نمازی اور نیک ہوں ان کے ساتھ دوستی کرو۔

۱۶

ایک مرتبہ ایک بڑے ادارے کے انتشار کے موقع پر بندہ سے مخاطب ہوکر فرمایا: یہ جو انتشار ہورہا ہے وہ غیر مخلصین کی وجہ سے ہورہا ہے ہر عمل میں اخلاص اصل چیز ہے اور فرمایا کہ ایسے مواقع میں توبہ واستغفار اور دعاؤں کا اہتمام کرنا چاہیئے۔

۱۷

ایک مرتبہ مجمع سے مخاطب ہوکر فرمایا: ہمارے اکابر کے اکابر نے جہاد کی

تحریک ناکام ہونے پر سرجوڑ کر غیر منقسم ہندوستان میں یہ فیصلہ کیا کہ اب ہندوستان میں اگر اسلام اور قال اللہ وقال الرسول (صلی اللہ علیہ وسلم) باقی رہ سکتا ہے تو اس کا واحد ذریعہ مکاتب کا قیام ہے، آج ہمارے لاکھوں بچے مشنری اسکولوں اور سرسوتی پاٹھ شالاؤں میں جاکر ارتداد کے رُخ پر جارہے ہیں، لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ تمام دیہات اور شہر کے مختلف محلوں میں زیادہ سے زیادہ مکاتب قائم کرکے اپنے بچوں کا کاروبار میں جھونکنے اور اسکولوں میں بھرتی کرنے سے بچائیں۔

اور فرمایا: کیا ہی اچھا ہو کہ بڑے مدرسے والے اپنی تمام مدات میں قیامِ مکاتیب کی مد قائم کرکے اس مد میں چندہ لیں اور سعی اس بات کی، کی جاوے کہ مدرسہ کی دس فیصد آمدنی یہی مکاتیب قرآنیہ پر خرچ ہو۔ فوری طور پر مدرسہ والے چاہیں تو دیہاتوں اور محلوں میں چٹکی فنڈ قائم کرکے اس کی آمدنی کو اس مد میں خرچ کریں۔

فرمایا: میں نے مکاتیب دینیہ کے تعلق سے بڑوں میں سے حضرت مولانا علی میاںؒ کو خط لکھا انہوں نے خوب سراہا اور حضرت مولانا اسعد مدنیؒ جب غیر ملکی سفر پر جارہے تھے، تب میں نے مکاتب دینیہ کے متعلق میرے جو خطوط تھے وہ دیئے، واپسی میں حضرت مولانا اسعد صاحب نے فرمایا کہ پیر صاحب آپ کے خطوط میں نے افریقہ میں ساتھیوں کو سنائے اور بہت پسند کیا گیا اور متعدد حضرات نے مکاتب قائم کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔

فرمایا: ایک مرتبہ کچا گھر خانقاہ میں ایک صاحب اپنے لڑکے کو لیکر آئے جو انگریزی اسکول کی تعلیم حاصل کررہا تھا اس پر حضرت شیخ الاسلام مدنیؒ کا ایک واقعہ سنایا کہ: ایک مرتبہ حضرتؒ کی خدمت میں ایک عالم دین اپنے لڑکے کو لے کر آئے اور امتحان میں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کی، تو حضرتؒ نے پوچھا کیا پڑھتا ہے؟ انہوں نے کہا: انگریزی، حضرت یہ سن کر سخت غضبناک ہوئے اور بڑی برہمی سے

فرمایا کہ اپنے لئے جنت کا راستہ تجویز کیا ہے اور لڑکے کے لئے جہنم کا۔ بعد میں حضرت پیر صاحبؒ نے اس واقعہ کو چھپوا کر آنے والوں کو تقسیم فرمایا۔

﴿ ۱۸ ﴾
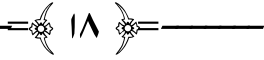
ایک دفعہ جمعہ کے دن حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ کو بالوں کی اصلاح کرانی تھی، ایک خادم سے فرمایا کہ حجام کو بلا کر لا، چنانچہ حجام آیا جب حضرتؒ نے دیکھا کہ اس کی ڈاڑھی کٹی ہوئی ہے تو اس کا نام پوچھا، اس نے نام بتلایا، تو سخت لہجہ میں فرمایا کہ نام مسلمان کا اور لالہ جیسی صورت بنارکھی ہے، اس نے کچھ بہانہ بنایا تو حضرتؒ کا غصّہ تیز ہوگیا اور ایک تھپڑ اسے لگادیا، اس نے اس تنبیہ سے عبرت لی اور ڈاڑھی پوری کرلی، ایسے بے شمار واقعات نظروں کے سامنے گردش کررہے ہیں لیکن اس وقت موقع نہیں، ہم خدام میں یہ بات مشہور و متعارف تھی کہ جس کو حضرت کا تھپڑ لگتا ہے اس کے ڈاڑھی آجاتی ہے اور راقم الحروف نے کئی حضرات کو دیکھا بھی۔ الحمد للہ

﴿ ۱۹ ﴾
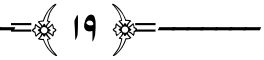
ایک مرتبہ ایک خادم کو بلایا تو پتہ چلا کہ وہ خانقاہ کے اندرونی حصّہ کی صفائی کررہا ہے کہ اس میں جالے زیادہ ہوگئے تھے تو حضرت پیر صاحبؒ نے فرمایا کہ اصل تو دل کے جالے دور کرنے کی ضرورت ہے اور دل کی صفائی اصل ہے اس کی فکر ہونی چاہئے، آگے فرمایا کہ جس شخص کی اندر کی مایا ٹھیک ہوتی ہے اس کا سب کچھ ٹھیک ہوتا ہے۔

﴿ ۲۰ ﴾
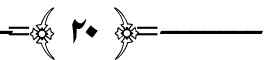
ایک تبلیغی جماعت جو ماہ مبارک میں خانقاہِ خلیلیہ میں آئی تھی ان سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تبلیغ والے خروج فی سبیل اللہ پر زیادہ زور دیتے ہیں حالانکہ چھ نمبروں میں ایک نمبر علم و ذکر بھی ہے اور علم و ذکر سے آپ لوگ سوتیلا پن برتتے ہیں، ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ سب نمبروں کے ساتھ برابری کا معاملہ کرنا چاہیے۔

فرمایا: تبلیغ والوں کو ''ملفوظات مولانا الیاسؒ ''، بیانات مولانا یوسفؒ اکابرین تبلیغ کی سوانح مطالعہ میں رکھنا چاہیے تاکہ پتہ چلے کہ انہوں نے کس طرح کام کیا مزید فرمایا کہ پرانی تبلیغ صرف کتابوں میں رہ گئی ہے، اللہ معاف فرمائے، بڑوں کے نقش قدم پر چل کر کام کرنا چاہیے اسی میں برکت ہے۔ البرکۃ مع اُکابرکم۔

فرمایا: علم اور ذکر، دعوت و تبلیغ کے دو بازو ہیں جس طرح پرندہ کے دو پر ہوتے ہے اگر اس کے دونوں پر کتر دیئے جائیں تو وہ اڑ نہیں سکتا، اسی طرح علم اور ذکر کے بغیر دعوت و تبلیغ کا کام کرو گے تو فائدہ نہیں ہوگا۔ علم نہیں ہوگا تو جہالت پھیلاؤ گے اور ذکر نہیں ہوگا تو اپنے آپ کو بڑا سمجھنے لگو گے اور یہ دونوں چیزیں نقصان دہ ہیں۔ اللہ پاک ہم سب کی حفاظت فرئیں۔ (آمین)

سالکین طریقت کے لئے

ابتدائی معمولات

مع شجرۂ چشتیہ، صابریہ، امدادیہ، رشیدیہ، خلیلیہ

از

برکۃ العصر، شیخ الحدیث حضرت

مولانا محمد زکریا کاندھلوی نور اللہ مرقدہ

بسم الله الرحمن الرحيم

حامدًا و مصليًا و مسلمًا ، و بعد :

جو احباب اِس نا کارہ کے ہاتھ پر توبہ کرتے ہیں ان کو ابتدائی معمولات زبانی بتا دینے کا ہمیشہ سے معمول تھا، مگر اس میں بسا اوقات پوچھنے والوں کو سہو ہو جاتا تھا، اس لئے چند سال سے ان کو لکھوا کر دیدینے کا معمول بنالیا تھا، اس میں بار بار لکھنے اور لکھوانے میں کچھ دقتیں پیش آتی تھیں اور بعض امور لکھنے سے رہ جاتے تھے، اس لئے یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ ان کو طبع کرا لیا جائے تا کہ سہولت رہے اور جملہ امور مستحضر رہیں، جن احباب کو یہ پرچہ دیا جائے ان کے لئے مناسب ہے کہ ایک مرتبہ اگر وہ عالم نہ ہوں تو کسی ایسے عالم کو جو مجھ سے تعلق رکھتا ہو اہتمام سے سنا دیں، تا کہ کوئی بات اگر سمجھ میں نہ آوے تو سمجھ لیں، وما توفيقي إلا بالله عليه توكلت وإليه أنيب۔

(۱) سب سے اہم یہ ہے کہ جن امور سے خصوصاً وعموماً توبہ کی گئی ہے؛ ان سے بچنے کا بہت اہتمام کیا جائے، اور کوئی لغزش پیدا ہو جائے تو دوبارہ جلد از جلد اس سے توبہ کی جائے۔

(۲) الف: اپنے ذمہ جو بندوں کے جانی یا مالی حقوق ہوں ان کو ادا کرنے یا معاف کرانے کا اہتمام رکھیں کہ بندوں کے حقوق کا معاملہ کریم آقا کے حقوق سے زیادہ سخت ہے، آخرت میں بندوں کے حقوق ادا کیے بغیر چارۂ کار نہیں، کریم ان کی ادائیگی کی جو صورت بھی اختیار کرے۔

جانی حقوق میں مسلمان کی آبرو ریزی، علماء کی اہانت، کسی کو سب وشتم، غیبت، چغل خوری وغیرہ سب شامل ہیں، مالی حقوق میں کسی کا حق دبا لینا، دنیوی قانون کی آڑ پکڑ کر کسی صاحبِ حق کا حق ادا نہ کرنا، رشوت، سود وغیرہ سب داخل ہیں، ان حقوق میں مسلمان اور ذمی (یا معاہد) کافر میں کوئی فرق نہیں، بل کہ ذمیوں کا معاملہ

اس سلسلہ میں مسلمانوں سے بھی زیادہ سخت ہے، حضور اکرم ﷺ کا پاک ارشاد ہے: جو شخص کسی ذمی پر ظلم کرے، یا اس کی آبرو گرائے، یا تحمل سے زیادہ اس پر کوئی مطالبہ رکھے، یا بغیر خوشدلی کے اس کی کوئی چیز لے؛ تو قیامت کے دن میں اُس کی طرف سے دعویٰ کرنے والا ہوں گا۔ یہ سوچنے کی بات ہے کہ جب اپنا سفارشی ہی دعویدار بن جائے تو کتنا سنگین معاملہ ہو جائے گا! اسلامی ممالک کے احباب اس کا خصوصیت سے خیال رکھیں کہ وہاں کے کفار بہر حال ذمی ہیں۔

اسی ذیل میں یہ چیز بھی نہایت اہتمام کے قابل ہے کہ دنیوی معاملات میں بھی شریعتِ مطہرہ کے موافق عمل کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے، جب کہ شریعت کے احکام جیسے عبادات کے متعلق ہیں ویسے ہی معاملات کے متعلق ہیں، جو لوگ پڑھے لکھے ہیں وہ اپنے متعلق مسائل کی کتابیں اہتمام سے دیکھتے رہیں، جو لوگ خود پڑھے لکھے نہیں وہ علماء سے تحقیق کرتے رہیں۔

اس سلسلہ میں یہ لحاظ رکھا جائے کہ یہ نا کارہ مسائل کا جواب نہیں لکھا کرتا، فتویٰ کے متعلق جو بات دریافت کرنی ہو وہ براہِ راست مفتی صاحب کے نام تحریر کریں اور جواب کے لئے جوابی کارڈ، یا جوابی لفافہ لکھیں۔

(ب) اسی طرح اللہ جل شانہ کے جو حقوق ذمہ پر ہوں ان کو بھی بہت بہت اہتمام سے ادا کیا جائے، جن میں قضا نمازیں، قضا روزے، کفارہ، زکوۃ اور حج وغیرہ سب شامل ہیں، یہ خیال غلط ہے کہ توبہ سے یہ سب چیزیں معاف ہو جاتی ہیں، توبہ سے تاخیر کا گناہ معاف ہو جاتا ہے، لیکن اصل حق ذمہ پر باقی رہتا ہے، ان میں کوتاہی سے دین و دنیا دونوں کا نقصان ہے، جیسا کہ فضائل نماز، فضائل صدقات، فضائل رمضان، اور فضائل حج میں تفصیل سے مذکور ہے، ان کو اہتمام سے دیکھیں۔

(۳) اتباعِ سنت کا زیادہ سے زیادہ اہتمام رکھیں، عبادات میں، اخلاق

میں، معمولات میں اس کی جستجو رکھیں کہ حضور اقدس ﷺ کا کیا معمول تھا؟ حتی کہ کھانے
پینے تک میں حضور ﷺ کی مرغوب چیزوں کی تحقیق کر کے اتباع کی کوشش کریں، البتہ یہ
ضروری ہے کہ اپنے ضعف کی وجہ سے جن امور میں اتباع کا تحمل نہیں ہے ان کا اتباع نہ
کیا جائے، جیسا کہ فاقوں کی کثرت؛ لیکن دل سے اس کو پسندیدہ اور مرغوب بنانے کی
کوشش رکھیں، اس سلسلہ میں شمائلِ ترمذی اور اس کے ترجمہ ''خصائلِ نبوی'' سے
خصوصاً مدد ملے گی، اور عبادات میں عقائد اور ارکانِ اسلام کا اہتمام سب سے زیادہ
ضروری ہے۔

(۴) اہل اللہ کی اہانت سے بہت زیادہ احتراز رکھیں کہ اس سے سخت ترین
بے دینی میں ابتلاء کا اندیشہ ہے، ان میں صحابۂ کرام، اولیاءِ عظام، ائمۂ مجتہدین
ومحدثین، وعلمائے حق سبھی شامل ہیں، بالخصوص تبلیغی جماعت میں اگر اعذار کی وجہ سے
شرکت نہ ہو تو اس کی مخالفت بھی نہ کریں، یہ ضروری نہیں کہ ہر شخص کا ان میں سے اتباع
کیا جائے، اتباع دوسری چیز ہے اور اہانت دوسری چیز، دل سے بھی ان سب حضرات کا
احترام رکھا جائے، اس سلسلہ میں اِس ناکارہ کے رسالہ ''الاعتدال'' معروف بہ
''اسلامی سیاست'' کا خصوصیت سے مطالعہ کیا جائے۔

(۵) جو صاحب حافظِ قرآن ہوں وہ کم از کم تین پارے روزانہ کا معمول
رکھیں، اس طور پر کہ ان کا زیادہ حصہ نوافل میں ہو جایا کرے، جن کو حفظ میں مہارت نہ
ہو وہ ایک پارہ کو دو مرتبہ دیکھ کر، یا نصف پارہ کو پانچ مرتبہ دیکھ کر ایک مرتبہ نوافل میں
پڑھا کریں۔

جو حافظ نہ ہوں وہ ایک پارہ روزانہ کا معمول رکھیں، اور جو بالکل ہی پڑھے
ہوئے نہ ہوں؛ وہ ایک وقت میں یا دو وقتوں میں ایک گھنٹہ روزانہ قرآن پاک پڑھنے
میں ضرور خرچ کریں، اپنے قریب کسی مکتب کے حافظ صاحب یا مسجد کے امام صاحب

سے تھوڑا تھوڑا روزانہ پڑھ لیا کریں۔

(۶) بعد نمازِ صبح روزانہ ایک مرتبہ سورۂ یٰسین شریف پڑھ کر اپنے سلسلہ کے
جملہ مشائخ کو ایصالِ ثواب کیا کریں، اور بعد نمازِ عشاء سورۂ تبارک الذی، یعنی سورۂ
ملک اور جمعہ کے دن سورۂ کہف ہمیشہ پڑھا کریں، سوتے وقت آیت الکرسی اور
چاروں قل، یعنی: قل یا أیہا الکافرون، قل ہو اللہ أحد، قل أعوذ برب الفلق اور قل أعوذ
برب الناس پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لیا کریں۔

سلسلہ کے مشائخ کو جانی اور مالی ایصالِ ثواب میں حتی الوسع یاد رکھا کریں
کہ اس سے اُن کی برکات سے انتفاع کی قوی امید ہے، قربانی کے ایام میں حسب
وسعت ان کی طرف سے عموماً اور حضور اقدس ﷺ کی طرف خصوصاً قربانی بھی کر دیا
کریں، نفلی قربانی کے ایک حصہ کا ثواب کئی آدمیوں کو پہونچایا جا سکتا ہے، خواہ وہ زندہ
ہوں یا مردہ۔

(۷) اشراق چار رکعت، چاشت آٹھ رکعت، اوّابین بعد مغرب چھ رکعت،
تہجد بارہ رکعت، ارادہ اِن سب نمازوں کا رکھیں، اور عمل جن پر سہولت سے ہو سکے
کرتے رہیں۔

(۸) محرم کی نو، دس (۹،۱۰) اور ذی الحجہ کے شروع کے نو دن بالخصوص نویں
تاریخ اور شعبان کی پندرہویں کے روزے کا خصوصیت سے لحاظ رکھیں، اور ہو سکے تو ہر
ماہ میں ایامِ بیض (یعنی: ۱۳،۱۴،۱۵) نیز پیر و جمعرات کا روزہ بھی بہتر ہے، لیکن جو لوگ
تعلیم، تبلیغ وغیرہ دین کے اہم کاموں میں مشغول ہیں وہ اس کا لحاظ رکھیں کہ ان نفل
روزوں سے دین کے اہم کام میں حرج نہ ہو، البتہ دنیوی مشاغل بغیر مجبوری کے مانع نہ
ہونے چاہئیں۔

(۹) کتاب ''الحزب الأعظم'' کی ایک منزل روزانہ پڑھا کریں، اہلِ

علم معنیٰ کا لحاظ رکھتے ہوئے اِس طرح پڑھیں کہ گویا یہ دعائیں اللہ تعالیٰ شانہ سے مانگ رہے ہیں، اس کے علاوہ خاص خاص اوقات میں مثلاً کھانے، پینے، سونے وغیرہ کے اوقات میں حضور ﷺ سے جو دعائیں نقل کی گئی ہیں ان کو یاد کرکے معمول بنانے کی سعی کرتے رہیں۔

(۱۰) ہر نماز کے بعد اور سوتے وقت تسبیحات فاطمہ رضی اللہ عنہا (یعنی: سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ، الحمد للہ ۳۳ مرتبہ، اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ) کا اہتمام رکھیں، اور صبح وشام استغفار، درود شریف (۲) کلمہ طیبہ اور سوئم کلمہ کی تین تین تسبیح پڑھا کریں، استغفار اور درود شریف جو یاد ہو پڑھ لیا کریں، ورنہ درود تو نماز والا پڑھ لیا کریں اور استغفار کے الفاظ یہ ہیں: "استغفر الله ربی من کل ذنب وأتوب إليه"۔

جو لوگ کسی دینی شغل تعلیم وتبلیغ میں مشغول ہیں اُن کے لئے ایک تسبیح کافی ہے کہ یہ دینی مشغلے خود بہت اہم ہیں، یہ چاروں کلمے بہت زیادہ قابلِ قدر ہیں، ان سے دینی فوائد کے علاوہ دنیوی منافع بھی کثرت سے حاصل ہوتے ہیں، اِس ناکارہ کے رسالہ "برکاتِ ذکر" اور "فضائل درود شریف" میں ان کا مختصر بیان مل سکے گا، اور دنیوی مشاغل کی وجہ سے بغیر مجبوری کم نہ کریں۔

(۱۱) اِس ناکارہ کے اردو رسائل میں سے کسی ایک رسالہ کو مطالعہ میں رکھا کریں، اور ممکن ہو تو دوستوں کو سنایا کریں، کہ یہ خود دیکھنے سے کئی وجوہ سے بہتر ہے، جب وہ ختم ہو جائے تو دوسرا شروع کرلیں، اسی طرح یہ سلسلہ جاری رہنا چاہئے کہ یہ اِس ناکارہ کی ملاقات کا بدل ہے، اس میں ہر شخص کی حالت کے مناسب کسی خاص رسالہ کو اہمیت بھی ہوتی ہے، جو حالت معلوم ہونے پر زبانی بتائی جاسکتی ہے، ان کے علاوہ حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ کے رسالہ "تعلیم الطالب"، "حیاۃ المسلمین"، "تعلیم الدین"، نیز معتمد بزرگوں بالخصوص اپنے سلسلہ کے اکابر کے احوال اور سوانح کی

کتابیں بھی مطالعہ میں رکھنا مفید ہے۔

ذاکرین جن کو بالخصوص میں نے بیعت کی اجازت دے رکھی ہے ان کے لئے "اِکمال الشیم"، "اِرشاد الملوک"، "مکاتیب رشیدیہ" اور رسالہ "مضامینِ تصوف" کو مطالعہ میں رکھنا اور ذاکرین کے مجمع میں سنانا بھی بہت اہم اور مفید ہے۔

(۱۲) ہر تین ماہ کے بعد اپنے احوال کی اطلاع دیتے رہیں اور یہ بھی لکھیں اس پرچہ کے معمولات میں سے کس کس نمبر پر کس درجہ میں عمل ہو رہا ہے؟ اس پرچہ کو ہمراہ بھیجنے کی ضرورت نہیں، صرف نمبروں کا حال لکھ دینا کافی ہے۔ اب چوں کہ اس ناکارہ کا زیادہ قیام حجاز میں رہنے لگا اس لئے میرے دوستوں میں سے جس سے مناسبت ہو یا جو قریب ہو مجھ سے مشورہ کے بعد ان کو اطلاع دیتے رہیں، اور ان ہی سے خط وکتابت کرتے رہیں۔

(۱۳) کم از کم چھ ماہ اِن معمولات پر اہتمام سے عمل کر لینے کے بعد ذکر وشغل دریافت کیا جاسکتا ہے، بشرطے کہ رغبت بھی ہو، اور دماغ واوقات میں گنجائش بھی ہو، ذکر شروع کرنے میں تاخیر میں مضایقہ نہیں، لیکن شروع کرنے کے بعد چھوڑنا، یا لاپروائی برتنا مضر ہوتا ہے۔

(۱۴) جن احباب سے خط وکتابت کثرت سے نہیں ہے؛ وہ ہر خط پر اپنا پتہ ضرور تحریر کر دیا کریں، بہت سے احباب ٹکٹ یا سادہ کارڈ، لفافہ بھیج دیتے ہیں اور خط میں بجائے پتہ کے صرف اپنا نام لکھ دیتے ہیں اور مجھے پتہ یاد نہیں ہوتا، ایسے خطوط کچھ دن اس انتظار میں کہ شاید دوبارہ تقاضہ کا خط آئے اور اس پر پتہ لکھا ہو؛ رکھے رہتے ہیں، انتظار کے بعد خطوط کو چاک کر کے ٹکٹ وغیرہ لقطہ میں داخل کر دیئے جاتے ہیں، نیز خط میں اگر جواب کے لئے کارڈ یا لفافہ ہو تو جواب بہر حال ضرور لکھا جاتا ہے، چاہے اس میں کوئی جواب طلب بات ہو یا نہ ہو، جن میں جواب کے لئے کارڈ یا لفافہ

نہیں ہوتا ان کے جواب کی اگر اس نا کارہ کے نزدیک کوئی ضرورت ہوتی ہے تو لکھا جاتا ہے، ورنہ نہیں، البتہ رمضان المبارک میں اِس نا کارہ کو خطوط لکھنے کا وقت نہیں ملتا، اس میں جواب کا انتظار نہ کیا کریں، بل کہ حتی الوسع خط بھی نہ لکھا کریں، جواب کے لفافہ پر اپنا پتہ صاف لکھ کر ارسال کیا کریں، محض ٹکٹ ہرگز ارسال نہیں کریں کہ وہ گم بھی ہو جاتے ہیں اور پتہ میں غلطی بھی ہو جاتی ہے۔

(۱۵) دنیا کی زندگی چاہے کتنی ہی بڑھ جائے بہر حال ختم ہونے والی ہے اور آخرت کی زندگی کبھی بھی ختم ہونے والی نہیں ہے، اس کی فکر دنیوی زندگی سے کہیں زیادہ ہونے کی ضرورت ہے، موت کو کثرت سے یاد رکھا کریں، ''فضائل صدقات'' حصہ دوم اور ''موت کی یاد'' کا مطالعہ اس کے لئے زیادہ مفید ہے، خالی اوقات کو اللہ پاک کے ذکر سے مشغول رکھیں کہ وہ آخرت کا سہارا ہے، دنیا میں برکت اور دلوں کی طمانینت کا ذریعہ ہے، بالخصوص مبارک اوقات کو جیسا کہ جمعہ کی شب اور جمعہ کا دن اور عرفہ کی رات، شبِ برات، عیدین کی رات، لیلۃ القدر، یعنی رمضان المبارک کے اخیر عشرہ کی طاق راتیں، بل کہ ماہِ رمضان المبارک کا تو ہر وقت انتہائی قیمتی ہے، جیسا کہ اِس نا کارہ کے رسالہ ''فضائل رمضان'' میں مختصراً لکھا گیا ہے، اس ماہ کے شروع ہونے سے پہلے ہی سے اس رسالہ کو اور رسالہ ''اکابر کا رمضان'' کو اہتمام سے دیکھنا شروع کر دیا کریں، اور بار بار خود پڑھیں اور دوسروں کو سنائیں اور اس کی کوشش کریں کہ اس مبارک مہینہ کا کوئی منٹ ضائع نہ ہو، حق تعالیٰ شانہ اپنے فضل و کرم سے اس ناپاک کو بھی اِن امور پر عمل کی توفیق عطا فرمائے، ع: **وما استقمتُ فما قولی لك استقِمِ**

زکریا

۳/صفر/۱۳۷۲ھ، جمعہ

اضافہ و نظر ثانی: ۲۲صفر/۱۳۹۶ھ

شجرۂ چشتیہ، صابریہ، امدادیہ، خلیلیہ (فارسی)

یا الٰہی کن مناجاتم بفضلِ خود قبول
از طفیلِ اولیائے خاندانِ صابری

از پئے شیخِ طریقت رہبرِ راہِ ہدیٰ
صاحبِ جود و سخا آں پیرِ طلحہ مرشدی

بہرِ زکریا بن یحیٰی حضرتِ شیخ الحدیث
ہم خلیل احمد ، رشیدِ با صفا وسیدی

بہرِ امداد و بنور و حضرتِ عبد الرحیم
عبدِ باری ، عبدِ ہادی ، عضدِ دیں ، مکی ولی

ہم محمدی ومحبّ اللہ و شاہِ بو سعید
ہم نظام الدین ، جلال و عبد قدوس احمدی

ہم محمد عارف و ہم عبدِ حق شیخِ جلال
شمسِ دین تُرک و علاء الدین ، فریدِ جودھنی

قطبِ دین و ہم معین الدین و عثمان و شریف
ہم بمودود و ابو یوسف ، محمد ، احمدی

بو سحاق و ہم بہ ممشاد و ہبیرہ نامور
ہم حذیفہ و ابن ادہم ، ہم فضیلِ مرشدی
عبدِ واحد ، ہم حسن بصری ، علی فخرِ دین
سید الکونین فخر العالمین بشری نبی
پاک کن قلبِ مرا تو از خیالِ غیر خویش
بہرِ ذاتِ خود شفایم دِہ زِ اَمراضِ دلی

نــوٹ : اس شجرہ میں جتنے اولیاء اللہ کے نام ہیں ان کے مختصر حالات حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے رسالہ تعلیم الدین کے آخر میں لکھے ہیں، مناجات مقبول میں بھی درج ہیں، اور مفصل حالات حضرت شیخ رحمہ اللہ کی کتاب ''تاریخِ مشائخِ چشت'' میں موجود ہیں۔

شجرۂ چشتیہ، صابریہ، امدادیہ، خلیلیہ (اردو)

حمد ہے سب تیری ذات کبریا کے واسطے اور درود ونعت ختم الانبیا کے واسطے
اور سب اصحاب وآل مجتبیٰ کے واسطے رحم کر مجھ پر الٰہی اولیا کے واسطے
پیر طلحہ صاحبِ جود وسخا کے واسطے شیخ زکریا بن یحییٰ بو العُلیٰ کے واسطے
اور خلیل احمد خلیل کبریا کے واسطے منبع رشد و رشیدِ با صفا کے واسطے
حاجی امداد اللہ ذو العطا کے واسطے حضرتِ نور محمد پر ضیا کے واسطے
حاجی عبد الرحیم اہلِ غزا کے واسطے شیخِ عبد الباری شہ بے ریا کے واسطے

شاہ عبد الہادی پیرِ ہدیٰ کے واسطے شاہ عضد الدین عزیز دو سرا کے واسطے
شاہ محمد اور محمدی اتقیا کے واسطے شہ محبّ اللہ شیخِ با صفا کے واسطے
بو سعیدِ اسعدِ اہلِ وریٰ کے واسطے شہ نظام الدین بلخی مقتدا کے واسطے
شہ جلال الدین جلیلِ اصفیا کے واسطے عبدِ قدوسِ شہِ صدق و صفا کے واسطے
اے خدا شیخِ محمد رہنما کے واسطے شیخ احمد عارفِ صاحب عطا کے واسطے
احمد عبد الحق شہِ ملک وبقا کے واسطے شہ جلال الدین کبیر اولیا کے واسطے
شیخ شمس الدین تُرکِ با ضیا کے واسطے شیخ علاء الدین صابر با رضا کے واسطے
شہ فرید الدین شکر گنجِ بقا کے واسطے خواجہ قطب الدین مقتولِ ولا کے واسطے
شہ معین الدین حبیبِ کبریا کے واسطے خواجۂ عثمان با شرم و حیا کے واسطے
شہ شریف زندنی با اتّقا کے واسطے خواجۂ مودود چشتی پارسا کے واسطے
شاہ بو یوسف شہِ شاہ وگدا کے واسطے بو محمد محترم شاہِ ولا کے واسطے
احمد ابدال چشتی با سخا کے واسطے شیخ ابو اسحاق شامی خوش ادا کے واسطے
خواجۂ ممشاد علوی بو العلا کے واسطے بو ہُبیرہ شاہِ بصری پیشوا کے واسطے
شیخ حذیفہ مرعشی شاہِ صفا کے واسطے شیخ ابراہیم ادہم بادشا کے واسطے
شہ فضیل بن عیاض اہلِ دعا کے واسطے خواجہ عبد الواحد بن زید شا کے واسطے
شہ حسن بصری امامِ اولیا کے واسطے ہادیٔ عالم علی شیرِ خدا کے واسطے
سرورِ عالم محمد مصطفیٰ ﷺ کے واسطے یا الٰہی! اپنی ذاتِ کبریا کے واسطے
باحق اپنے عاشقانِ با وفا کے واسطے یا رب اپنے رحم و احسان وعطا کے واسطے
کر رہائی کا سبب اس مبتلا کے واسطے کون ہے تیرے سوا مجھ بے نوا کے واسطے
ہے عبادت کا سہارا عابدوں کے واسطے اور عصائے آہ مجھ بے دست و پا کے واسطے
بخش وہ نعمت جو کام آوے سدا کے واسطے اپنے لطف و رحمتِ بے انتہا کے واسطے

تمت